اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
JUNE 2019
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 302
Regd. # MC-1177

العُروَہ فی مناسکِ الحجّ والعُمرَہ

فتاویٰ حج وعمرہ

حصّہ تیرہواں

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دار الافتاء جمعیۃ اشاعۃ اہل السنۃ)

مرتّب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

جمعیّت اِشاعت اہلِسُنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

العُروةُ فِی مَنَاسِكِ الحِجِّ و العُمُرَة

فتاویٰ حج و عمرہ

(حصہ سیزدہم)

تالیف
شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:2439799

نام کتاب	:	العروةُ فِی مَنَاسِكِ الحِجِّ و العُمُرَة ''فتاویٰ حج وعمرہ''(حصہ سیزدہم)
تالیف	:	شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
سن اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ/جون ۲۰۱۹ء
اشاعت نمبر	:	302
تعداد اشاعت	:	5200
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ
پیش لفظ	5
طواف	7
بے وضو نفلی طواف کا حکم	7
طوافِ زیارت جب مکمل یا اکثر ترک ہو جائے	10
معذورِ شرعی طوافِ زیارت کیسے کرے؟	13
جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟	16
تارکِ طوافِ زیارت کے لئے نکاح اور ہمبستری کی شرعی حیثیت	21
حالتِ حیض میں عمرہ کے طواف کا حکم	24
بعد عصر نمازِ طواف ادا کرنا کیسا ہے؟	29
رمی	33
بھیڑ کے خوف سے خواتین کی طرف سے رمی کا حکم	33
حاجی بچی ہوئی کنکریوں کا کیا کرے اور کیا نہ کرے؟	37
گیارہ تاریخ کو ایک جمرہ کی رمی ترک کرنے کا حکم	39
کیا سات میں سے چار کنکریاں لگنے پر رمی درست ہوگی؟	40
تیرہ ذوالحجہ کو ہوٹل سے آکر رمی کرنے والا کیا اس دن کی فضیلت کو پالے گا؟	43
مزدلفہ	47
وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کا حکم	47
سعی	50
سعی میں سترِ عورت کا حکم	50
دورانِ سعی ماہواری کا شبہ ہونا	53
مرض کی وجہ سے سعی ترک کرنے کا حکم جبکہ تارک سعی مکہ میں حالتِ احرام میں ہو	62
قربانی	64
کیا حاجی پر اپنے وطن اور مکہ دونوں جگہ دو قربانیاں کرنا لازم ہوگا؟	64
مسافر ایامِ نحر میں مقیم ہو جائے یا فقیر صاحبِ نصاب ہو جائے تو اُس پر قربانی کا وجوب	67
حلق وتقصیر	69
محرمہ کا کسی عورت کی تقصیر کرنا	70
حلق کروائے بغیر کپڑے پہن لینے کا حکم	72
حلق کروائے بغیر دوسرا احرام باندھنے پر کیا لازم ہوگا؟	74
حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم	76
عمرہ کی سعی سے قبل حلق کروانے کا حکم	78
احرام سے نکلتے وقت خود اپنی تقصیر کرنا کیسا؟	80
عورت کے بال قابلِ تقصیر نہ ہوں تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟	81
مرد وعورت کے حق میں حلق وتقصیر کی مقدار	83

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہوگا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں مناسکِ حج وعمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج وعمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسک حج و عمرہ کا مطالعہ رکھتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اِس سے عاجز ہوتے ہیں، اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسک حج وعمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیر اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال با قاعدہ تربیت حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں، اِسی لئے لوگ حج وعمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دار الافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفر حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفر حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے، اس طرح ہمارے دار الافتاء سے مناسک حج وعمرہ اور اس سفر میں پیش آنے

والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد کے فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کی وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم میں ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء اور ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷/ ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جا سکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابط کر کے مسائل حج معلوم کرتے رہے آپ کچھ زبانی دیئے اور کچھ تحریری جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں دوران حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ اس طرح دو حصے تیار ہوئے اور دسواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/ جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا اور گیارہواں حصہ شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ/ جولائی ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء کے سفرِ حج میں اور کچھ دار الاِفتاء النور میں مفتی صاحب نے حج وعمرہ کے بارے میں فتاویٰ لکھے ان کو جب ترتیب دیا گیا تو تین حصے تیار ہوئے۔

جن میں سے بارہواں حصہ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ/ مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ اب تیرہواں حصہ ''جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان'' ماہِ جون میں اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۳۰۲ ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

طواف

بے وضو نفلی طواف کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون کا نفلی طواف کے ساتویں چکر میں وضوٹوٹ گیا مگر اس نے اسی حالت میں طواف مکمل کرلیا تو کیا حکم ہوگا؟ (c/o مفتی عبدالرحمٰن، عزیزیہ، مکہ)

باسمه تعالىٰ وتقدس الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ طہارتِ حکمی طواف کے واجبات سے ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الطهارة عن الحدث الأكبر والأصغر۔(۱)

یعنی، (طواف کے واجبات میں) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا ہے۔

اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: يجب في الطواف: الطهارة عن الحدثَين۔(۲)

یعنی، طواف میں دو حدث (حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر) سے پاک ہونا واجب ہے۔

لہٰذا طواف کے لئے وضو واجب ہے۔

چنانچہ علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

(۱) لباب المناسك، باب أنواع الأطوفة وأحكامها، فصل في واجبات الطواف، ص۱۱۳

(۲) لب لباب المناسك فى ضمن مجموع رسائل العلامة الملّا على القارى، فصل، ۴۱۵/۳

وواجِب وهو الوُضوء للطوافِ۔(۳)

یعنی، اور طواف کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

اور یہ یاد رہے کہ پاکی پورے طواف میں واجب ہے تو جب اس کا وضو ساتویں چکر میں ٹوٹ گیا تھا تو اس پر لازم تھا کہ وضو کر کے آتی اور ساتواں چکر کا جو حصہ جہاں سے باقی رہ گیا تھا تو اُسے پورا کر لیتی لیکن چونکہ اس نے ایسا نہ کیا بلکہ بے وضو ہی طواف مکمل کرلیا تو اب اُس پر ایک صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

چنانچہ علّامہ ابو الاخلاص حسن بن عمّار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

والصدقة لو محدثاً لوجوبه بالشروع كما في "التبيين"(۴)

یعنی، اگر بے وضو نے طواف کیا تو صدقہ کرنا (واجب) ہے اس کے واجب ہونے کی وجہ طواف کو شروع کرنے کے سبب سے ہے۔ جیسا کہ "تبیین" میں ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: أَشَارَ إِلَى أَنَّ الْحُكْمَ كَذَلِكَ فِي كُلِّ طَوَافٍ هُوَ تَطَوُّعٌ، فَيَجِبُ الدَّمُ لَوْ طَافَهُ جُنُبًا، وَالصَّدَقَةُ لَوْ مُحْدِثًا كَمَا فِي "الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ" عَنْ "الزَّيْلَعِي"۔ (۵)

یعنی، اس کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایسے طواف میں بیشک حکم اسی طرح ہے جو نفلی ہو کیونکہ اس کو شروع کرنے سے طواف لازم ہو جاتا ہے جیسے نماز۔(۶)

پس دم واجب ہوگا اگر اس نے حالتِ جنابت میں طواف کیا اور حالتِ حدث

(۳) الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب الاول فى الوضوء، الفصل الثالث فى المستحبات، ۹/۱

(۴) غنية ذوى الأحكام على الدرر الحكام، كتاب الحج، باب الجنايات، ص۲۴۲

(۵) رد المحتار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: لوجوبه بالشروع، ۶۶۱/۳

(۶) كما فى لباب المناسك، باب أنواع الأطوفة وأحكامها، ص۱۱۰

(بے وضو ہونے کی صورت) میں صدقہ ہوگا جیسا کہ ''شرنبلالیہ'' میں ''زیلعی'' سے روایت ہے۔

اور ایسا شخص کہ جسے یہ صورت پیش آئے اور وہ اُس حصے کا اعادہ کرلیتا ہے کہ جو بے وضو ادا کیا گیا ہے تو اُس پر سے صدقہ ساقط ہو جائے گا جیسا کہ اگر دم لازم ہوتا تو وہ بھی اعادہ سے ساقط ہو جاتا۔

چنانچہ علاّمہ ابوالاخلاص حسن بن عمّار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: وان أعاده قبل الذبح سقط الدم ای والصدقة كما فی التبیین۔(۷)

یعنی، یہ کہ وہ اس کا ذبح سے قبل اعادہ کرلے تو دم یعنی صدقہ ساقط ہو جائے گا اسی طرح ''تبیین'' میں ہے۔

اور علاّمہ نظام الدین حنفی اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا: وَإِنْ طَافَ أَقَلَّهُ مُحدِثًا فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ فِي الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا وَتَسْقُطُ بِالْإِعَادَةِ بِالْإِجْمَاعِ كَذَا فِي "السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ"(۸)

یعنی، اگر کسی نے حالتِ حدث میں اکثر سے کم طواف کیا تو اس پر تمام روایات کے مطابق صدقہ کرنا لازم ہے اور وہ لوٹانے کے سبب سے بالاجماع ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح ''سراج الوهاج'' میں ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء ٤، ذو الحجه ١٤٣٩ھ-١٥ أغسطس ٢٠١٨م   FU-20

(۷) غنیة ذوی الأحكام علی الدرر الحكام، كتاب الحج، باب الجنایات، ص: ۲٤۲

(۸) الفتاوی الهندیة، كتاب المناسك، الباب الثامن فی الجنایات..... إلخ، ۱/۲٤٦

طوافِ زیارت جب مکمل یا اکثر ترک ہو جائے

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص مکمل یا اکثر طوافِ زیارت ترک کر دے تو اُس کے لئے کیا حکمِ شرع ہے جبکہ اُس نے طوافِ وداع بھی نہ کیا ہو؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں مذکور شخص کا حج مکمل نہیں ہوا کیونکہ طوافِ زیارت حج کا رکن ہے اور جب تک طوافِ زیارت نہیں کرلیتا عورتیں اس پر حرام رہیں گی کیونکہ وہ مکمل طور پر احرام سے باہر نہیں نکلا تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اسی احرام کے ساتھ واپس لوٹے اگر بالکل طوافِ زیارت نہ کیا ہو تو مکمل طواف کرے اور اگر تین سے زیادہ چکر چھوڑے تھے تو باقی چکر طواف کرے اور طوافِ زیارت کے واجب وقت سے مؤخر کرنے کی وجہ سے دم بھی دے اور طوافِ وداع نہیں کیا تھا اُس کے لئے ایک اور طواف بھی کرے تاکہ وہ طوافِ وداع ادا ہو جائے۔

اور اگر اُس نے طوافِ زیارت اصلاً نہیں کیا تھا تو اس کے بارے میں امام برهان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر فرغانی مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو لم یطف طواف الزیارة أصلاً حتی یرجع إلی أهله ؛فعلیه أن یعود بذلك الإحرام لانعدام التحلّل منه ،وهو محرم عن النساء أبداً حتی یطوف۔(۹)

یعنی، اگر اصلاً طوافِ زیارت نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا تو اُس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ لوٹے کیونکہ وہ (پہلے) احرام سے فارغ نہیں ہوا اور وہ عورتوں سے

(۹) الهدایة شرح بدایة المبتدی، كتاب الحج، باب الجنایات، فصل: ومن طاف طواف القدوم محدثاًفعلیه صدقة، ۲/۱، ص: ۱۹۹

ہمیشہ حرام کیا گیا ہے یہاں تک وہ طوافِ زیارت کرلے۔

اور اگر تین سے زیادہ پھیرے چھوڑے تھے تو اس کے بارے میں امام شمس الدین اَبُوبکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وَلَوْ طَافَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ لِلزِّيَارَةِ وَلَمْ يَطُفْ لِلصَّدَرِ، وَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعُودَ بِالْإِحْرَامِ الْأَوَّلِ، وَيَقْضِي بَقِيَّةَ طَوَافِ الزِّيَارَةِ؛ لِأَنَّ الْأَكْثَرَ بَاقٍ عَلَيْهِ فَكَانَ إِحْرَامُهُ فِي حَقِّ النِّسَاءِ بَاقِيًا، وَلَا يَحْتَاجُ هَذَا إِلَى إِحْرَامٍ جَدِيدٍ عِنْدَ الْعَوْدِ۔(۱۰)

یعنی، اگر طوافِ زیارت کے تین چکر لگائے اور طوافِ وداع نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا تو اُس پر لازم ہے کہ وہ پہلے احرام کے ساتھ لوٹے اور باقی طوافِ زیارت کو ادا کرے کیونکہ اکثر اُس پر باقی ہے تو عورتوں کے حق میں اُس کا احرام باقی ہے اور لوٹتے وقت اُسے نئے احرام کی ضرورت نہیں۔

اور جو شخص طوافِ زیارت بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک ادا نہیں کرتا اس کے بعد کرتا ہے تو اس پر ترکِ واجب کی وجہ سے دم بھی لازم آتا ہے ایسا شخص میقات سے باہر چلا جائے تو نیا احرام نہیں باندھے گا بلکہ اُسی احرام کے ساتھ آئے گا۔

چنانچہ علامہ فرید الدین عالم بن العلاء اندر پتی دہلوی ہندی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں: أما إذا ترکهما جمیعاً إن کان بمکة فإنه یعیدهما، فإن أعاد طواف الزیارة فی أیام النحر فلا شیء علیه، وإن أعاده بعد أیام النحر فعلیه دم للتأخیر فی قول أبی حنیفة وفی قولهما لا شیء علیه للتأخیر، ولا شیء علیه لتأخیر طواف الصدر، وإن رجع إلی أهله فهو محرم عن النساء أبداً فیعود إلی مکة

(۱۰) کتاب المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الطواف، ۳۹/۲

بذلك الإحرام ولا یحتاج إلی إحرام جدید۔(۱۱)

یعنی، جب اُس نے طوافِ زیارت اور طوافِ وداع دونوں کو مکمل ترک کیا تو اگر وہ مکہ میں ہو تو ان دونوں کا اعادہ کرے پس اگر اُس نے طوافِ زیارت کا ایامِ نحر میں اعادہ کیا تو اُس پر کچھ لازم نہیں اور اگر ایامِ نحر کے بعد اعادہ کیا تو اُس پر تاخیر کی وجہ سے امامِ اعظم کے قول کے مطابق دم لازم ہے اور ان دونوں کے قول کے مطابق اُس پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہیں اور طوافِ وداع کو مؤخّر کرنے کی وجہ سے بھی اُس پر دم لازم نہیں ہے اور اگر اپنے اہل کو لوٹ گیا تو وہ عورتوں سے ہمیشہ حرام کیا گیا ہے پس وہ اسی احرام کے ساتھ مکہ کی طرف لوٹے گا اور نئے احرام کی حاجت نہیں ہے۔

اور ایسے شخص کو بہر صورت لوٹنا لازم ہے کیونکہ کوئی شے اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو ترك الطواف کله أو طاف أقله وترك أکثره فعلیه حتماً: أن یعود بذلك الإحرام۔(۱۲)

یعنی، اگر کل طواف چھوڑ دیا یا کم چکر طواف کیا اور اکثر چھوڑ دیا تو اُس پر واجب ہے کہ اسی احرام کے ساتھ لوٹے اور طواف کرے۔

اور اس صورت میں ہم نے پہلے ذکر کیا کہ طوافِ زیارت کے بعد طوافِ وداع بھی کرنا ہوگا کہ واجب ہے اور طوافِ زیارت میں تاخیر کی وجہ سے سرزمینِ حرم پر ایک دم

(۱۱) الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الحج، الفصل السابع فی الطواف والسعی، رقم المسئلة ۵۱۵۷، ۶۰۷/۳

(۱۲) لباب المناسك وعباب المسالك، باب الجنایات، فصل فی حکم الجنایة فی طواف الزیارة، ص ۲۱۴

بھی دینا ہوگا۔

چنانچہ علامہ عالم بن العلاء ہندی حنفی لکھتے ہیں: فیطوف للزیارة وطواف الصدر،وعلیه لتأخیر طواف الزیارة دم۔(۱۳)

یعنی، پس وہ طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کرے اور اُس پر طوافِ زیارت میں تاخیر کے سبب ایک دم لازم ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السبت،٤محرم الحرام،١٤٤٠ھ۔١٣ سبتمبر٢٠١٨م FU-56

معذورِ شرعی طوافِ زیارت کیسے کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کا آنتوں کے مرض کے باعث وضو نہ رہتا ہو اور ایسا شخص وضو وغسل کرنے کے بعد گھر سے طوافِ زیارت کے لئے نکلے اور اُس کا وضو راستے ہی میں ٹوٹ جائے تو کیا مسجدِ حرام جانے سے پہلے کیا جانے والا وضو ''طوافِ زیارت'' کی ادائیگی کے لئے کفایت کرے گا؟ اور اگر نہیں تو ایسے ادا کئے ہوئے طواف کا کیا حکم ہے؟ (السائل: حافظ بلال قادری)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں سب سے پہلے معذورِ شرعی کی تعریف سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو ایسی بیماری لاحق ہو کہ پورا ایک وقت گزر جائے لیکن وہ وضو کر کے فرض نماز ادا نہ کر سکے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳٦۷ھ لکھتے ہیں: ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وُضو کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ کر سکا وہ

(۱۳) الفتاوی التاتار خانية ، کتاب الحج ، الفصل السابع فی الطواف والسعی،رقم المسئلة٥١٥٧،٣/٦٠٧

معذور ہے۔(۱٤)

لہٰذا اگر سوال میں مذکور مریض پر معذور کی تعریف صادق آتی ہے تو شرعاً معذور ہے اور معذور افراد استحاضہ والی عورت کے حکم میں ہیں۔

چنانچہ علاّمہ ابوالاِخلاص حسن بن عمّار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰٦۹ھ لکھتے ہیں: عن أبی حنیفة رحمه الله تعالی فسائر ذوی الأعذار فی حکم المستحاضة۔(۱٥)

یعنی، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تمام عذر والے مستحاضہ کے حکم میں ہیں۔

اور استحاضہ والی عورت کے لئے حکم یہ ہے کہ اُسے ہر فرض نماز کا وقت نکلنے پر وضو کرنا ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابی الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: والمستحاضةُ ومنُ به سَلس البولِ، والرّعَاف الدّائِم والجرُح الّذی لا یرُقأ یتوضَئونَ لوقتِ کلِّ صلاَة فیصلّونَ بذلك الوضُوءِ فِی الوقتِ ما شاءُ وا منَ الفرائضِ والنوافلِ۔(١٦)

یعنی، مستحاضہ اور جسے پیشاب کا قطرہ آتا ہو اور دائمی نکسیر اور ایسا زخم ہو کہ جو نہ ٹھہرتا ہو (بلکہ بہتا رہتا ہو) وہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کریں گے پس وہ اسی وضو سے وقت میں فرائض ونوافل سے جو چاہیں نماز پڑھیں گے۔

(١٤) بهارشریعت، کتاب الطهارة،وضو کابیان،استحاضه کا احکام،١/٣٨٥

(١٥)مراقی الفلاح، کتاب الطهارة،باب الحیض والنفاس والاستحاضة،تحت قوله:لوقت کلّ فرض،ص:٦١،مطبوعة:دار الکتب العلمیة، بیروت،الطبعة الأولیٰ:١٤١٥۔١٩٩٥م

(١٦)مختصر القدوری، کتاب الطهارة،طهارة المستحاضة،ص٥٧

واضح رہے کہ اگر کوئی شخص معذور شرعی ہو تو اُس کا وضو اُس سبب سے نہ جائے گا کہ جس سبب سے معذور ہے لہٰذا اگر اُس عذر کے علاوہ نواقضِ وضو میں کوئی ناقض پایا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: معذور کا وُضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وُضو توڑنے والی پائی گئی تو وُضو جاتا رہا۔ مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وُضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وُضو جاتا رہے گا۔(۱۷)

لہٰذا سوال میں ذکر کردہ شخص اگر شرعاً معذور ہے تو پہلا وضو کفایت کرے گا اور اگر وہ شرعاً معذور نہ ہو تو اُس پر دم لازم ہوگا البتہ اُسے طواف کا اعادہ کرنا اُس وقت تک مستحب ہے جب تک کہ وہ مکّہ مکرّمہ میں ہے۔

چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولو طاف للزيارة كلّه أو أكثره محدِثاً، فعليه شاة، وعليه الإعادة استحباباً) أي ما دام مكة (وقيل: حتماً) أي بناء على ما في بعض نسخ "المبسوط" من أن عليه أن يعيدَه، والأول أصح۔(۱۸)

یعنی، اگر کسی نے مکمّل یا اکثر طوافِ زیارت بے وضو کیا تو اُس پر بکری قربان کرنا لازم ہے اور اُس پر اعادہ کرنا مستحب ہے یعنی جب تک کہ وہ مکّہ مکرّمہ میں ہے اور کہا گیا کہ اعادہ کرنا لازمی ہے بناء کرتے ہوئے اس پر جو "مبسوط" کے بعض نسخوں میں ہے

(۱۷) بہار شریعت، کتاب الطهارة، وضو کا بیان، استحاضہ کا احکام، ۱/۳۸۶۔۳۸۷

(۱۸) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسّط في المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الخامس: الجنايات في أفعال الحج، فصل في حكم الجنايات في طواف الزيارة، ص ۴۹۰

کہ بے شک اُس پر اعادہ کرنا لازم ہے اور اوّل زیادہ صحیح ہے۔

اور اگر ایسا شخص ایّامِ نحر یا ایّامِ نحر کے بعد اس کا اعادہ کر لیتا ہے تو بھی اُس سے دم ساقط ہو جائے گا۔

چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (فإن أعاده سقط عنه الدم، سواء أعاده في أيّام النحرِ أو بعدها، ولا شيء عليه للتأخير)، لأن النقصانَ فيه يسير، بخلاف الجنُب حيث يجب فيه عليه الدم للتأخير، ولا شيء عليه ههنا للتأخير۔(۱۹)

یعنی، پس اگر وہ اس کا اعادہ کرلے گا تو اُس سے دم ساقط ہو جائے گا برابر ہے کہ اُس کا اعادہ ایّامِ نحر میں کیا ہو یا ایّامِ نحر کے بعد، اور اُس پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ بے وضو کرنے میں نقص کم ہے بخلاف جُنبی کے اس حیثیت سے کہ جنابت کی حالت میں کرنے کی بناء پر تاخیر کی وجہ سے دم لازم آتا ہے اور یہاں بے وضو کرنے والے پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۸ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ۔ ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸م FU-65

جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کو پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے اور حرم شریف میں کیسے داخل ہو؟

(C/O مفتی عبد الرحمٰن، از مکہ مکرمہ)

(۱۹) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسّط في المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الخامس: الجنايات في أفعال الحج، فصل في حكم الجنايات في طواف الزيارة، ص ۴۹۰۔۴۹۱

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

باسمه تعالی و تقدس الجواب :۔صورتِ مسئولہ میں اس شخص کا حکم وہی ہے جوایک معذور کا ہوتا ہے کہ جسے پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو۔ چونکہ مسئولہ صورت میں بھی پیشاب پر کنٹرول نہیں ہوتا بلکہ جو بھی قطرہ آتا ہے وہ نالی کے ذریعے بوتل تک پہنچ جاتا ہے لہٰذا یہ بھی معذور ہے۔

اور معذورین کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لیے نیا وضو کریں۔ چنانچہ امام ابی الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: والمستحاضةُ ومنُ به سَلس البولِ، والرّعَاف الدّائِم والجرُح الّذی لا یرُقأ یتوضَئونَ لوقتِ کلِّ صلاَة فیصلّونَ بذٰلك الوضُوء فِی الوقتِ ما شاءُ وا منَ الفرائضِ والنوافلِ۔(۲۰)

یعنی، مستحاضہ، اور جسے پیشاب کا قطرہ آتا ہو، اور دائمی نکسیر، اور ایسا زخم ہو کہ جو نہ ٹھہرتا ہو (بلکہ بہتا رہتا ہو) وہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کریں گے پس وہ اسی وضو سے وقت میں فرائض ونوافل سے جو چاہیں نماز پڑھیں گے۔

اس عبارت میں ''لِوَقْتِ کُلِّ صَلَاةٍ'' کو ذکر کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تو اُس کا وضو سورج کے غروب ہوتے ہی جاتا رہے گا اور اب اُسے نمازِ مغرب پڑھنے کے لیے نیا وضو کرنا ہوگا (وعلیٰ ہذا القیاس) اور یہ واضح رہے کہ اگر کوئی ''ہر نماز کے وقت کے لیے'' کے بجائے یہ کہے کہ فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا تو بھی بجا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ احسن جملہ ہے اِس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم یہ جملہ کہیں گے تو اُس وقت یہ حکم بھی سامع کو سمجھنا آسان ہوسکتا ہے کہ اگر اگر کوئی عید، اشراق، یا چاشت کی نماز کے لیے وضو کرے تو اُس کا وضو ظہر کے آخر تک قائم رہے

(۲۰) مختصر القدوری، کتاب الطهارة، طهارة المستحاضة، ص۵۷

گا کیونکہ طلوعِ آفتاب کے بعد سے کسی فرض نماز کا وقت اُس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ ظہر کا وقت ختم نہ ہونے پائے۔

چنانچہ امام برھان الدین اَبی الحسن علی بن اَبی بکر فرغانی مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: فَإن توضؤا حِین تطلع الشَّمُس أجزأهم عَن فرض الْوَقت حَتَّی یذهبَ وَقت الظّهُر۔(۲۱)

یعنی، پس اگر وہ وضو کریں اُس وقت کہ جب سورج طلوع ہو جائے اُنہیں وقتی فرض سے جائز ہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت چلا جائے۔

اور آگے لکھتے ہیں: حَتی لَوْ توضّأ المعذُور لصلاةِ العیدِ له أن یصلّیَ الظهُر بِه عندهمَا وهُو الصَحیح۔(۲۲)

یعنی، حتیٰ کہ اگر معذور نے نمازِ عید کے لیے وُضو کیا تو اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ اسی (وضو) کے ساتھ ظہر پڑھے طرفین (۲۳) کے نزدیک اور یہی صحیح ہے۔

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ معذور کا وضو وقت کے نکلنے سے قبل اُس صورت میں ضرور ٹوٹے گا جبکہ نواقضِ وضو کے اسباب میں سے کوئی ایک بھی سبب پایا جائے اور وہ اُس عارضے کے علاوہ ہو کہ جس سبب سے وہ معذور ہوا ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: معذور کا وُضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وُضو توڑنے والی

(۲۱) الهدایة شرح بدایة المبتدی، کتاب الطهارات، باب الحیض والاستحاضة، فصل، ۲/۱، ص ۴۱

(۲۲) الهدایة شرح بدایة المبتدی، کتاب الطهارات، باب الحیض والاستحاضة، فصل، ۲/۱، ص ۴۱

(۲۳) کما فی العنایة، کتاب الطهارات، باب الحیض والاستحاضة، تحت قوله: عندهما، ۱/۱۵۶، وفیه: عند أبی حنیفة ومحمد

پائی گئی تو وُضو جاتا رہا مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وُضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وُضو جاتا رہے گا۔(۲۴)

تو لہٰذا تھیلی لگا شخص معذور کے حکم میں ہے اس لئے وہ وضو کر کے فرض نماز کا وقت جانے سے قبل مکمل طواف کرسکتا ہے۔

چنانچہ علّامہ ابوالاخلاص حسن بن عمّار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

والواجبات كالوترِ والعيدِ وصَلاة جنازَةٍ وطوَافٍ وَمَسّ مصحفٍ۔(۲۵)

یعنی، (جائز ہے) واجبات (کی ادائیگی کرنا) جیسے وتر، عید، نمازِ جنازہ، اور طواف (کرنا)، اور مصحف (قرآن مجید) کا چھونا۔

اور اگر کوئی شرعی معذور طواف کر رہا ہو اور دورانِ طواف فرض نماز کا وقت جاتا رہے تو اب اُسے طواف کے لیے نیا وضو کرنا پڑے گا کیونکہ طواف کے لیے وضو واجب ہے۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں:

وواجب وهو الوُضوء للطوافِ۔(۲۶)

یعنی (وضو کی ایک قسم) واجب ہے اور وہ طواف کے لیے وضو کرنا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر وہ شخص طواف کے کم از کم چار چکر فرض نماز کا وقت جانے سے قبل لگا چکا ہے تو اُسے چاہیے کہ بناء کرے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی

(۲۴) بہارشریعت، کتاب الطہارۃ، وضو کا بیان، استحاضہ کا احکام، ۱/۳۸۶-۳۸۷

(۲۵) مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، تحت قوله: النوافل، ص ۶۱

(۲۶) الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب الاول فى الوضوء، الفصل الثالث فى المستحبات، ۱/۹

متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وَصاحبُ العذرِ الدّائِم) أي حقيقةً أو حُكماً (إذَا طَافَ أربعةُ أشوَاط ثمّ خرَج الوقتُ توَضأ) أي قياساً للطوافِ علَى الصّلاةِ (وبنى) أي عليه.(۲۷)

یعنی، دائمی عذر والا یعنی حقیقی ہو یا حکمی جب وہ چار چکر طواف کے لگا لے پھر وقت نکل جائے تو وہ وضو کرے یعنی طواف کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے اور وہ اس پر بناء کرے، میری مراد اِس پر۔

اور اگر اس نے چار سے کم چکر طواف کیا تھا اور نماز کا وقت ختم ہو گیا تو بھی وہی حکم ہے کہ بناء کرے مگر از سرِ نو طواف افضل ہے۔

چنانچہ مُلّا علی بن سلطان قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: والظاهر أن الحكمَ كذلك فِي أقَلّ منَ الأربعةِ إلّا أنّ الإعادةَ حينَئذ أفضَل۔(۲۸)

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ بیشک چار سے کم میں حکم اسی طرح ہے مگر یہ کہ اعادہ اس وقت افضل ہے۔

اور سوال میں تھیلی لگے شخص کے حرم میں داخلے کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سائل کی حرم سے مراد مسجد الحرام ہے جیسا کہ عوام الناس حرم سے مراد مسجد الحرام لیتے ہیں تو وہ مسجد الحرام میں نماز و طواف وغیرہما کے لیے داخل ہوسکتا ہے۔ لیکن اُسے چاہیے کہ وہ اس بات کا خصوصی خیال رکھے کہ مسجد آلودہ نہ ہونے پائے۔

(۲۷) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسّط فى المنسك المتوسّط على لباب المناسِك، مع إرشاد السارى، باب أنواع الأطوفة، فصل فى مسائل شتى، ص۲۳۶-۲۳۷

(۲۸) المسلك المتقسّط فى المنسك المتوسّط على لباب المناسِك، باب أنواع الأطوفة، فصل فى مسائل شتى، ص۲۳۷

اور اگر بیت اللہ شریف کے گرد وہ خطۂ زمین ہے جسے شرع مطہرہ نے حرم قرار دیا ہے تو اس میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے سوائے اس کے کہ مساجد میں داخل ہونے کے لئے ان تمام باتوں کا خیال رکھنا ہوگا جو اوپر ذکر کی گئیں۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء ٤ ذوالحجة ١٤٣٩ھ۔ ١٥: أغسطس، ٢٠١٨م FU-19

تارکِ طوافِ زیارت کے لئے نکاح اور ہمبستری کی شرعی حیثیت

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت کو ترک کر دیا اور محرّم الحرام میں اُس کی رخصتی ہے تو کیا اُسے معاملۂ زوج حلال ہوگا؟ اور اگر اس سے حمل رہ گیا تو کیا حکم ہے؟

(السائل: C/O مفتی شہزاد عطاری، کھارادر)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: ـصورت مسئولہ میں ایسا شخص ہمیشہ کے لئے صرف عورتوں کے حق میں حرام رہے گا یہاں تک کہ اُس سے طوافِ زیارت کے چار چکر واقع ہو جائیں۔

چنانچہ امام برھان الدین أبو الحسن علی بن أبی بکر فرغانی مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو لم یطف طواف الزیارة أصلا حتی یرجعَ إلی أهله؛ فعلیه أن یعودَ بذلك الإحرام. لانعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء أبداً حتی یطوف۔(۲۹)

یعنی، اگر کسی نے مکمل طوافِ زیارت نہ کیا یہاں تک کہ وہ اپنے اہل کو لوٹ گیا تو

(۲۹) الهدایة شرح بدایة المبتدی، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، ١-٢/١٩٩

اُس پر اُسی احرام کے ساتھ لوٹنا لازم ہے کیونکہ وہ احرام سے باہر نہیں ہوا ہے اور وہ عورتوں کے حق میں ہمیشہ حرام رہے گا یہاں تک کہ وہ طواف کر لے۔

اس کے تحت امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابنِ ہمام حنفی متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں: وَكَذَا إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَدْ تَرَكَ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ يَعُودُ بِذَلِكَ الْإِحْرَامِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ أَبَدًا فِي حَقِّ النِّسَاءِ۔(۳۰)

یعنی، جب کوئی شخص اپنے اہل اس حال میں لوٹ جائے کہ اُس سے طوافِ زیارت کے چار چکر ترک ہوئے ہوں تو وہ اسی احرام کے ساتھ لوٹے اور وہ ہمیشہ کے لئے عورتوں کے حق میں حرام ہے۔

اور علاّمہ فقیہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ اور فقیہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں: (وَلَوْ تَرَكَ طَوَافَ الرُّكْنِ أَوْ أَرْبَعَةً مِنْهُ بَقِيَ مُحْرِمًا أَبَدًا) وَإِنْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ (حَتَّى يَطُوفَهَا) أَيْ يَقَعُ أَرْبَعَةٌ مِنْهُ بِذَلِكَ الْإِحْرَامِ؛ لِأَنَّهُ رُكْنٌ فَلَا يَجُوزُ عَنْهُ بَدَلٌ۔(۳۱)

یعنی، اگر کسی نے مکمّل طوافِ زیارت یا اس کے چار چکر ترک کئے تو وہ ہمیشہ محرم رہے گا یہاں تک کہ اُس سے طوافِ زیارت کے چار چکر واقع ہو جائیں اور اگر چہ وہ اپنے اہل کی طرف لوٹ گیا ہو کیونکہ یہ ایک فرض ہے پس اس کا بدل جائز نہیں۔

واضح رہے کہ ایسا شخص صرف اور صرف عورتوں کے حق میں حرام رہے گا کیونکہ

(۳۰) فتح القدیر، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، تحت قوله: ولو لم یطف طواف الزیارة أصلا حتی یرجعَ إلی أهله؛ فعلیه أن یعودَ بذلك الإحرام. لانعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء أبداً حتی یطوف، ٢/٤٦٣

(۳۱) ملتقی الأبحر وشرحه مجمع الأنهر، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، ١/٤٣٥

ایسے شخص کے لئے حلق کے بعد عورتوں کے سواء ہر شے حلال ہے۔

چنانچہ امام برھان الدین حنفی متوفی اور امام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر اُتقانی حنفی متوفی ۷۵۸ھ: (ومن ترك أربعة أشواط بقي محرما أبدا حتى يطوفها) أي بقي محرماً في حقّ النساء لأنه حلّ له كل شيء سوى النساء بالحلق۔(۳۲)

یعنی، جس نے چار چکر طوافِ زیارت کے ترک کئے تو وہ باقی رہے گا کیونکہ ایسے شخص کے لئے حلق کے بعد عورتوں کے سواء ہر شے حلال ہے۔

باقی رہی بات حمل کی تو سب سے پہلے اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ یہ شخص چونکہ حالتِ احرام میں ہے اور حالتِ احرام میں محرم اور محرمہ کو عقدِ نکاح کرنا جائز ہے۔

چنانچہ امام برھان الدین حنفی لکھتے ہیں: والإحرام لا ينافي جواز النكاح عندنا خلافاً للشافعي۔(۳۳)

یعنی، ہمارے نزدیک احرام جوازِ نکاح کے منافی نہیں بخلاف امام شافعی کے۔

اور جب ایسے شخص کا نکاح درست ہو گیا تو ہمبستری کے سبب سے جو بچہ رہے گا تو اُس کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا کیونکہ بچہ صاحبِ فراش کے لئے ہے۔

چنانچہ امام اُبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ :أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :الوَلَدُ لِصَاحِبِ الفِرَاشِ۔(۳۴)

(۳۲) غاية البيان، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل، ق ۲۴۱ ب، مخطوط مصوّر

(۳۳) مختارات النوازل، كتاب النكاح، فصل بعد فصل في بيان المحرمات، ص ۲۲۰

(۳۴) صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب الولد للفراش، حرّة كانت أو أمة، برقم: ۶۷۵۰، ۴/ ۲۷۰

یعنی، محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک انہوں نے اُبو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا اور یہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بچہ صاحبِ فراش کے لئے ہے۔

البتہ ہمبستری کرنا درست نہیں اور جب جب ایسا شخص ہمبستری کرے گا تو اُسے دم لازم ہوگا جبکہ یہ فعل الگ الگ مجلسوں میں ہوا ہو سوائے اس کے کہ اُس نے دوسری بار جماع کے سبب سے احرام کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہو۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: وَكُلَّمَا جَامَعَ لَزِمَهُ دَمٌ إذَا تَعَدَّدَتْ الْمَجَالِسُ إلَّا أَنْ يَقْصِدَ رَفْضَ الْإِحْرَامِ بِالْجِمَاعِ الثاني۔(۳۵)

یعنی، جب جب وہ ہمبستری کرے گا تو اُسے دم لازم ہوگا جبکہ یہ فعل الگ الگ مجلسوں میں ہوا ہو سوائے اس کے کہ اُس نے دوسری بار جماع کے سبب سے احرام کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہو (یعنی اس صورت میں دم لازم نہیں ہوگا)

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم السبت، ۲۱ ذوالحجة ۱۴۳۹ھ۔ ۱ سبتمبر ۲۰۱۸م FU-42

حالتِ حیض میں عمرہ کے طواف کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا عورت حالتِ حیض میں عمرہ کا طواف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی عورت حالتِ حیض میں عمرہ کا طواف کر لے تو اُس پر کیا لازم ہوگا؟ (السائل: c/o آصف مدنی)

(۳۵) فتح القدير، كتاب النكاح، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل، تحت قوله: ولو لم يطف طواف الزيارة أصلا حتى يرجعَ إلى أهله ؛ فعليه أن يعودَ بذلك الإحرام .لانعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء أبداً حتى يطوف، ۲/ ۴۶۳

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب :۔صورتِ مسئولہ ایسی عورت کوطواف کرنا ممنوع ہے کیونکہ طہارت واجباتِ طواف سے ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:الطھارۃ عن الحدث الأکبر والأصغر۔(۳۶)

یعنی،(طواف کے واجبات میں)حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا ہے۔

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:القسم (الثانی) وضوء(واجب)وھو الوضوء(للطواف بالکعبۃ)۔(۳۷)

یعنی،وضوکی دوسری قسم واجب ہےاوروہ خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے: وواجب وھو الوُضوء للطوافِ۔(۳۸)

یعنی،اورطواف کے لیے وضوکرنا واجب ہے۔

اور جوعورت ایسا کرے گی وہ گنہگار ہوگی کیونکہ جسے بھی نجاستِ حکمی لاحق ہووہ طواف کرنے سے گنہگار ہوتا ہے۔

چنانچہ ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:ویکون عاصیاً۔(۳۹)

(۳۶) لباب المناسك،باب أنواع الأطوفة وأحكامها،فصل فی واجبات الطواف،ص۱۱۳

(۳۷) مراقی الفلاح،کتاب الطھارۃ،فصل فی الوضوء،فصل،ص۳٤

(۳۸) الفتاوی الھندیة،کتاب الطھارۃ،الباب الاول فی الوضوء،الفصل الثالث فی المستحبات ،۹/۱

(۳۹) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط علی لباب المناسك،باب أنواع الأطوفة وأحكامها ، فصل فی واجبات الطواف،الأول :الطھارۃ عن الحدث الأکبر والأصغر،تحت قوله:الطھارۃ عن الحدث الأکبر والأصغر،ص۲۱٤

یعنی،(جسے نجاستِ حکمی لاحق ہو)وہ(طواف کرنے سے)گنہگار ہوگا۔

لہٰذا اگر کسی خاتون سے اس ممنوع کام کا ارتکاب ہوجائے تو اُسے چاہیے کہ وہ اس گناہ سے توبہ کرے اور جب تک وہ مکہ مکرمہ میں ہوتو دونوں حدث سے پاک ہوجانے کے بعد طواف کا اعادہ کرے کہ اعادہ واجب ہے۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:قَالَ فِی الْبَحرِ:لَوْ طَافَ لِلْقُدُومِ جُنُبًا لَزِمَهُ الْإِعَادَة وَإِذَا وَجَبَتُ الْإِعَادَةُ فِي الْقُدُومِ فَفِي الصَّدْرِ وَالْفَرْضِ أَوْلَى۔(٤۰)

یعنی،''بحرالرائق'' میں (علامہ شیخ زین الدین ابنِ نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے طوافِ قدوم حالتِ جنابت میں کیا تو اُسے اعادہ کرنا لازم ہے اور جب طوافِ قدوم میں اعادہ واجب ہے تو طوافِ صدر اور فرض طواف میں اعادہ کرنا بدرجہ اولیٰ واجب ہے۔

اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دم دے اور افضل یہی ہے کہ اعادہ کرے کیونکہ شے کا اُسی جنس کے ساتھ پورا ہونا اُولیٰ ہے اور اعادہ کرلینے کی صورت میں ترکِ واجب کی وجہ سے لازم آنے والا دم بھی ساقط ہوجائے گا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(ولو طاف فرضاً)أی یقیناً أو ظنّاً(أو نفلاً)أی سنةأو تطوّعاً(علی وجه یوجب النقصان)أی کلیاًأو جزئیاً(فعلیه الجزاء)أی دماًأوصدقةً(وإن أعاده سقط عنه الجزاء فی الوجوه کلّها)أی بالإتفاق

(٤۰) ردالمحتار،کتاب الحج،باب الجنایات،تحت قوله:والأصح وجوبها،۳/٦٦۲

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

(والْـإعَـادَـة أفـضـل)أى مـا دام بمكة(من أداء الجزاء)لأن جبر الشيء بجنسه أولی.(٤١)

یعنی، اگر کسی نے فرض یعنی یقینی یا ظنی (یعنی واجب) طواف کیا یا نفلی یعنی سنت یا نفل طواف اس طریقے پر کیا کہ جس سے کُلی یا جُزئی طور پر نقص کا وجوب ہوتا ہو تو اُس پر جزاء یعنی دم یا صدقہ لازم ہوگا اور اگر اُس نے ایسے طواف کا اعادہ کرلیا تو اس سے تمام صورتوں میں بالاتفاق دم ساقط ہوجائے گا اور جزاء کی ادائیگی سے اعادہ کرنا افضل ہے یعنی جب تک مکّہ مکرّمہ میں ہے کیونکہ شے کا اُسی جنس کے ساتھ پورا ہونا اُولیٰ ہے۔

اور علاّمہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:قَـالَ فِی الْبَحْرِ: الْـوَاجِـبُ أَحَـدُ شَيْـئَيْـنِ :إِمَّا الشَّاةُ،أَوْ الْإِعَادَةُ، وَالْإِعَادَةُ هِيَ الْأَصْلُ مَا دَامَ بِمَكَّةَ لِيَـكُـونَ الْجَابِرُ مِنْ جِنْسِ الْمَجْبُورِ، فَهِيَ أَفْضَلُ مِنْ الدَّمِ،وَأَمَّا إذَا رَجَعَ إلَى أَهْلِهِ، فَـفِي الْحَدَثِ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ بَعْثَ الشَّاةِ أَفْضَلُ مِنْ الرُّجُوعِ .وَفِي الْجَنَابَةِ اخْتَارَ فِي "الْهِدَايَةِ" أَنَّ الـرُّجُـوعَ أَفْضَلُ لِمَا ذَكَرْنَا .وَاخْتَارَ فِي "الْمُحِيطِ" أَنَّ الْبَعْثَ أَفْضَلُ لِمَنْفَعَةِ الْفُقَرَاءِ۔(٤٢)

یعنی، ’’بحر الرائق‘‘ میں (علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک واجب ہے اور وہ یا تو بکری ذبح کرنا ہے یا پھر اعادہ کرنا اصل ہے جب تک وہ مکہ میں رہے تا کہ جو نقصان ہوا ہے وہ اُسی جنس کے ساتھ پورا ہوجائے پس یہ دم دینے سے افضل ہے اور بہرحال جب وہ اپنے

(٤١) لبـاب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط ،باب الجنايات وأنواعها،النوع الخامس:الجنايات فى أفعال الحج ،فصل:فى الطواف وعلى ثوبه أو بدنه نجاسة، ص٥٠٢

(٤٢) ردالمحتار، كتاب الحج،باب الجنايات،تحت قوله:والأصح وجوبها،٦٦٢/٣

اہل کو لوٹ جائے بے وضو طواف کرنے میں اس بات پر اتفاق ہے کہ اُسے بکری کا بھیجنا رجوع سے افضل ہے اور حالتِ جنابت میں طوافِ کرنے کی صورت میں صاحبِ ’’ہدایہ‘‘ کا مختار یہ ہے کہ لوٹنا افضل ہے کیونکہ ہم نے ذکر کیا اور صاحبِ ’’محیط‘‘ کا مختار یہ ہے کہ وہ بکری بھیجے کیونکہ اس میں فقراء کے لئے نفع ہے۔

لیکن اگر کسی نے اعادہ نہ کیا تو دم دینا ہوگا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(ولـو طـاف لـلعمرة كلّه أو اكثره أو أقله ولو شوطاً جنباً أو حـائـضـاً أو نفساء أو محدثاً،فعليه شاة)أى فى جميع الصور المذكورة(ولا فـرق فيـه)أى فـى طـواف الـعمرة(بين الكثير والقليل والجنُب والمحدث،لأنه لامدخل فى طواف العمرة للبَدَنة)أى لعدمِ ورودِ الروايةِ(ولا للصدقةِ)(٤٣)

یعنی، اگر جنبی، حائضہ، نفاس والی عورت یا بے وضو نے مکمل، اکثر، یا اقل اور اگرچہ ایک ہی چکر عمرے کا طواف کرے تو اُس پر ذکر کردہ تمام صورتوں میں بکری ذبح کرنا لازم ہوگا اور عمرے کے طواف میں کثیر، قلیل، جنبی اور بے وضو کے درمیان (حکم میں) کوئی فرق نہیں کیونکہ روایت کے وارد نہ ہونے کی وجہ سے عمرے کے طواف میں بدنہ اور صدقہ (کے لازم ہونے) کو دخل نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١٩ رمضان ١٤٤٠ھ ـ ٢٤ مئی ٢٠١٩م FU-83

(٤٣) لبـاب الـمناسك وشرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط،باب الجنايات وأنواعها،النوع الخامس:الجنايات فى أفعال الحج،،فصل فى الجنابة فى طواف العمرة،ص٤٩٩ـ٥٠٠

بعد عصر نمازِ طواف ادا کرنا کیسا ہے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا نمازِ عصر کے بعد نمازِ طواف پڑھنا جائز ہے؟

باسمہ تعالی وتقدس الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ یہ وقت نمازِ طواف اور سنن ونوافل کے لئے مکروہ وقت ہے۔

چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(وأوقات الکَراھة)أی لھذہ الصلاةِ.....(وبعدَ العصرِ)أی بعد أدائِہ(إلی أداءِ المغْربِ)أی حتی بعد الغروب قبل أداء الفرض۔(۴۴)

یعنی،اوقاتِ کراہت یعنی اس نماز کے لئے.....عصر کے بعد یعنی نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد سے لے کر نمازِ مغرب کی ادائیگی تک ہے یعنی یہاں تک کہ غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کے فرض ادا کرنے سے پہلے بھی (مکروہ وقت ہے)۔

لہٰذا اگر کسی نے نمازِ عصر کے بعد طواف کیا پہلے کیا مگر طواف کے نفل ادا نہ کئے تو اب وہ نماز طواف نہ پڑھے،نماز مغرب پڑھنے کے بعد پڑھے۔

چنانچہ امام ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں:إن طَاف بعد العُصْر لم یصل حَتّٰی یُصَلِّی الْمغرب۔(۴۵)

یعنی،اگر کسی نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد طواف کیا تو وہ نمازِ طواف نہ پڑھے

(۴۴) لباب المناسك وشرحہ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،باب أنواع الأطوفة وأحکامھا،فصل:أوقات الکراھة لھذہ الصلاةِ،ص۲۲۳۔۲۲۴

(۴۵) کتاب الأصل،کتاب المناسك،باب الطواف،۳۳۷/۲۔۳۳۸

یہاں تک کہ مغرب کے فرض ادا کرے۔

اور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد نمازِ طواف ادا کرے پھر مغرب کی سنتیں پڑھے۔

چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:وَلَوْ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ رَکْعَتَیِ الطَّوَافِ ، ثُمَّ سُنَّةَ الْمَغْرِبِ۔(۴۶)

یعنی،اگر کسی نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد طواف کیا تو وہ مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد طواف کی دو رکعتوں کو پڑھے اور پھر مغرب کی سنّت پڑھے۔

علاّمہ سید محمد ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:وَلَوْ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ رَکْعَتَیِ الطَّوَافِ ثُمَّ سُنَّةَ الْمَغْرِبِ۔(۴۷)

یعنی،اگر کسی نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد طواف کیا تو وہ مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد طواف کی دو رکعتوں کو پڑھے اور پھر مغرب کی سنّت پڑھے۔

اور اگر کوئی نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد نمازِ طواف شروع کر دے تو اُس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نماز توڑ دے۔

چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی اور ملاّ علی قاری لکھتے ہیں:(ویجبُ علیہ قطعُھا)أی فی أثنائھا۔(۴۸)

(۴۶) لباب المناسك وعباب المسالك،باب أنواع الأطوفة وأحکامھا،فصل فی رکعتی الطواف،ص ۱۱۶

(۴۷) منحة الخالق علی البحر الرائق،کتاب الحج،باب الإحرام،تحت قولہ:فَوَاجِبَةٌ عَلَی الصَّحِیحِ، ۵۸۰/۲

(۴۸) لباب المناسك وشرحہ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،باب أنواع الأطوفة وأحکامھا،فصل:فی رکعتی الطواف وأحکامھما،ص۲۲۳

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

یعنی، درمیانِ نماز میں ہی اسے توڑ دینا واجب ہے۔

لیکن اگر اگر کسی نے اس نماز کو نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد پورا کرلیا تو اُس کی نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہوجائے گی البتہ زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اسے وقتِ مباح میں لوٹایا جائے۔

چنانچہ علاّمہ رحمت اللہ سندھی اور ملاّ علی قاری لکھتے ہیں:(فإن مضى فيهَا)أى بأن كمَّلهَا(فالأحب أن يعيدَها)لعموم القاعدة : أنّ كلَّ صلاةٍ أدّيت مع الكراهة التنزيهة يُستحب إعادتها ، ومع الكراهة التحريمية يجب إعادتها ـ (٤٩)

یعنی، اگر اس نے نماز کو جاری رکھا یعنی مکمل کرلیا تو پسندیدہ یہ ہے کہ اُس کا اعادہ کرے ایک قاعدے کے عموم کی وجہ سے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر اس نماز کو لوٹانا مستحب ہے کہ جس کی ادائیگی کراہتِ تنزیہی کے ساتھ ہوئی ہو اور جس نماز کی ادائیگی کراہتِ تحریمی کے ساتھ ہوئی ہو تو اُسے (وقت کے اندر ’’جیسا کہ فقیر کے غیر مطبوعہ فتوی میں بالدلائل ثابت ہے‘‘) لوٹانا واجب ہے۔

واضح رہے کہ اس عبارت کا اطلاق محلِّ نظر ہے۔ چنانچہ علاّمہ شامی اور ان کے حوالے سے علاّمہ قاضی حسین بن محمد سعید حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ نقل کرتے ہیں:وَفِی إِطْلَاقِهِ نَظَرٌ لِمَا مَرَّ فِی أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ مِنْ أَنَّ الْوَاجِبَ، وَلَوْ لِغَيْرِهِ كَرَكْعَتَیْ الطَّوَافِ وَالنَّذْرِ لَا تَنْعَقِدُ فِی ثَلَاثَةٍ مِنْ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيَّةِ: أَعْنِی الطُّلُوعَ وَالِاسْتِوَاءَ وَالْغُرُوبَ، بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَإِنَّهَا تَنْعَقِدُ مَعَ الْكَرَاهَةِ

(٤٩)لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،باب أنواع الأطوفة وأحكامها،فصل:فی ركعتی الطواف وأحكامهما،ص٢٢٣

فِيهِمَا۔(٥٠)

یعنی، اس عبارت کے اطلاق میں نظر ہے اس لئے کہ اوقاتِ صلوٰۃ میں گزرا کہ واجب اگرچہ لغیرہ ہو جیسے طواف کی دو رکعتیں اور منت کی نماز تین اوقاتِ منہیہ میں منعقد نہیں ہوتیں اور اوقاتِ ممنوعہ سے میری مراد طلوع، زوال، اور غروبِ آفتاب کا وقت ہے برخلاف اس کے جو فجر اور نمازِ عصر کے بعد ہو پس ان اوقات میں نماز کراہت کے ساتھ منعقد ہوجائے گی۔

اور فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ ان تین اوقات میں نماز جائز نہیں چاہے نفل ہو یا فرض سوائے غروبِ آفتاب کے وقت نمازِ عصر کے۔

چنانچہ علاّمہ حسن بن منصور اوزجندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:ويجوز قضاء الفوائت فی ای وقت شاء الا فی ثلاث ساعات لایجوزفيها التطوع ولا تجوز المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة اذا طلعت الشمس حتى ترتفع وعند الانتصاف الى ان تزول الشمس وعنداحرار الشمس الى ان تغيب الاعصر يومسه فإنه يجوز أذا ؤها عندالغروب۔(٥١)

یعنی، فوت ہونے والی نماز کی قضاء کرنا کسی بھی وقت جائز ہے سوائے تین اوقات کے (کیونکہ) تین اوقات میں نفل، فرض، نمازِ جنازہ اور سجدۂ تلاوت جائز نہیں ہے (اور

(٥٠) رد المحتار على الدرالمختار، كتاب الحج،مطلب فی طواف القدوم،تحت قوله:فی وقت مباح،٥٨٥/٣

إرشاد الساری إلى مناسك الملاّ على القاری،باب أنواع الأطوفة وأحكامها،فصل:فی ركعتی الطواف وأحكامهما،تحت قوله:فالأحب أن يعيدَها،ص٢٢٣

(٥١) فتاوی قاضيخان (على هامش الهندية)، كتاب الصلاة، باب الأذان ،٧٤/١

تین اوقات یہ ہیں) جب سورج طلوع ہوجائے یہاں تک وہ بلند ہوجائے اور استواء کے وقت یہاں تک کہ سورج زائل ہوجائے اور سورج کے سرخ ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے سوائے اُس دن کی عصر کے کیونکہ اسے وقتِ غروب ادا کرنا جائز ہے۔

اور اسی طرح علاّمہ حسن بن عمّار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ ان اوقات میں نماز کے درست نہ ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ثلاثة أوقات لايصح فيها شي ء من الفرائض والواجبات التي لزمت في الذمة قبل دخولها عند طلوع الشمس إلى ترتفع وعنداستوائها إلى أن تزول وعند اصفرارها إلى أن تغرب۔(۵۲)

یعنی، تین اوقات ہیں کہ جن میں فرائض، واجبات جو اس وقت کے کرنے سے قبل ذمے میں لازم ہوئے کچھ بھی درست نہیں (اور وہ تین اوقات) طلوعِ آفتاب کے وقت سے لے کر آفتاب کے بلند ہونے تک، استوائے شمس کا وقت زوال تک اور سورج کے رزد ہونے کا وقت غروبِ آفتاب تک۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة،۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ۔۲۴ مئی ۲۰۱۹م FU-84

رمی

بھیڑ کے خوف سے خواتین کی طرف سے رمی کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے ساتھ گئی تین خواتین کی طرف سے رمی کی اور اس کا کہنا ہے کہ میں بھیڑ کے خوف سے ان خواتین کو اس کے لیے نہیں لے گیا اور ایسا اس نے تین روز کیا تو اب اس کے بارے

(۵۲) نور الإيضاح، كتاب الصلاة، فصل: ثلاثة أوقات، ص۵۹

میں کیا حکم ہے؟ (سائل: ایک حاجی، العزیزیہ، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں خواتین میں سے ہر ایک پر دم لازم ہوگا کیونکہ تمام دنوں کی رمی واجباتِ حج سے ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ واجباتِ حج میں لکھتے ہیں: ورمی الجمار۔(۵۳)

یعنی، (واجباتِ حج میں سے) جمروں کی رمی کرنا ہے۔

علامہ مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ورمی الجمار فی أيّامه) أي: أيّام رميها من الأيّام الثلاثة۔(۵۴)

یعنی، جمروں کی رمی کرنا اس کے ایام میں (واجب ہے) میری مراد جمروں کی رمی کے ایام تین دن ہیں۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: تینوں جمروں پر دسویں، گیارہویں، بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرہ العقبہ پر اور گیارہویں بارھویں کو تینوں پر رَمی کرنا۔(۵۵)

اور رمی کے حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی لکھتے ہیں: (والرجل والمرأة في الرمي سواء) إلا أن رميها في الليل أفضل،وفيه إيماء

(۵۳) لباب المناسك و عباب المسالك، باب فرائض الحج.....إلخ ،فصل في واجباته ، ص۷۱

(۵۴) بداية السالك في نهاية المسالك في ضمن مجموع رسائل العلامة الملا على القاري ،الباب الثاني:في الواجبات، ۴۶۴/۳

(۵۵) بہارِ شریعت، حج کا بیان، حج کے واجبات، ۱۰۴۸/۱

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

إلى أنه لا تجوز النيابة عن المرأة بغير عذرٍ۔(٥٦)

اور ایک بات ذہن نشین رہے کہ چند اعذار ایسے بھی ہیں کہ جن کے پائے جانے کی صورت میں حاجی پر بذاتِ خود رمی کرنا ساقط ہوجائے گا لیکن اب اُسے چاہیے کہ وہ دوسرے کو اپنا نائب بنا دے۔مثلاً کوئی شخص اس حد تک بیمار ہے کہ اُسے رمی کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو ایسے مریض کی جانب سے کوئی شخص بطورِ نائب رمی کرسکتا ہے جبکہ اُس کی اجازت حاصل ہو۔یونہی کوئی شخص بے ہوش ہے یا ایسا بچہ ہے کہ جو تمیز رکھنے والا نہیں یعنی ناسمجھ ہے یا کوئی مجنون ہے تو ان کی اجازت کے بغیر بھی ان کے ساتھ والے ان کی طرف سے رمی کرسکتے ہیں۔لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کروائیں۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:(الخامس أن يرمى بنفسه فلا تجوز النيابة عند القدرة وتجوز عند العذر فلو رمى عن مريض) أى لا يستطيع الرمى (بأمره أو مغمى عليه ،ولو بغير أمره أو صبى)غير مميز(أو مجنون جاز)،والأفضل أن توضع الحصى فى أكفهم فيرمونها)أى رفقاؤهم۔(٥٧)

یعنی، پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ اپنی رمی خود کرے پس قدرت کے وقت نیابت جائز نہیں اور عذر کے وقت نیابت جائز ہوتی ہے پس اگر کسی نے ایسے مریض کی جانب سے اس کے حکم سے رمی کی جو رمی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا بے ہوش شخص کی طرف سے

(٥٦) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب مناسك منى ، فصل فى أحكام الرمى وشرائطه وواجباته ،ص٣٥١

(٥٧) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط، باب مناسك منى ، فصل فى أحكام الرمى وشرائطه وواجباته ،ص٣٤٩

اگرچہ اُس کے حکم کے بغیر کرے یا ناسمجھ بچے یا مجنون کی طرف سے رمی کرے تو یہ جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکریاں اُن کی ہتھیلی میں رکھی جائیں پھر اُن کے ساتھی اُن کی رمی کریں۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جاسکتا ہو، وہ دوسرے کو حکم کردے کہ اس کی طرف سے رَمی کرے اور اُس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رَمی کرے یعنی جب کہ خود رَمی نہ کرچکا ہو اور اگر یوں کیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری پھر ایک مریض کی طرف سے، یوہیں سات بار کیا تو مکروہ ہے اور مریض کے بغیر حکم رَمی کردی تو جائز نہ ہوئی اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رَمی کرے تو بہتر یہ کہ اس کا ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رَمی کرائے۔یوہیں بیہوش یا مجنون یا ناسمجھ کی طرف سے اس کے ساتھ والے رَمی کردیں اور بہتر یہ کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رَمی کرائیں۔(٥٨)

لہٰذا سوال میں ذکر کردہ خواتین میں کسی ایک کی بھی رمی نہ ہوئی کیونکہ بھیڑ کا خوف ہونا عورتوں کے حق میں جوازِ نیابت کے لیے عذر نہیں ہے۔تو جب ان کا بذاتِ خود رمی کرنا ان کے حق میں ساقط نہ ہوا تو مطلب یہ ہوا کہ عذر نہ پایا گیا تو جب عذر متحقق نہ ہوا تو تینوں خواتین میں سے ہر ایک پر دم کی ادائیگی کرنا لازم ہوگا کیونکہ ان خواتین سے تینوں دن کی مکمل رمی ترک ہوچکی ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:ولو ترك رمى الأيام كلها فعليه دم واحد۔(٥٩)

(٥٨) بہار شریعت، حج کا بیان، منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، باقی دنوں کی رمی، ۱۱۴۸/۱

(٥٩) لباب المناسك و عباب المسالك، باب الجنايات.....إلخ ،فصل فى الجناية فى رمى الجمار، ص٢٢١

اورعلاّمہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اورعلماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے: وَلَوْ تَرَكَ الْجِمَارَ كُلَّهَا أَوْ رَمَى وَاحِدَةً أَوْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ۔(٦٠)

یعنی، اگر کسی نے تمام جمروں کی رمی ترک کی یا صرف ایک جمرہ پر رمی کرے یا یوم نحر کو صرف جمرہ عقبہ پر رمی کرے تو اس پر بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: اگر بالکل رَمی نہ کی جب بھی ایک ہی دَم واجب ہوگا۔(٦١)

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الثلاثاء، ١٤ ذوالحجة ١٤٣٩ھ۔ ٢٥ أغسطس ٢٠١٨م FU-35

حاجی بچی ہوئی کنکریوں کا کیا کرے اور کیا نہ کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ لوگ اس کے لیے کنکریاں جمع کرتے ہیں اور احتیاطاً زیادہ ہی لیتے ہیں جب رمی کے ایام پورے ہوجاتے ہیں تو کچھ کنکریاں بچ جاتی ہیں ان کا کیا کیا جائے اور کچھ لوگ بھول کر اگر وہ کنکریاں، عزیزیہ، مکہ مکرمہ لے آئیں تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو دفن کیا جائے اس کی حقیقت کیا ہے اور جو بچی ہوئی کنکریاں جمرات کو ماردے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (السائل: مولانا انوارالحق نعیمی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں جو کنکریاں بچ جائیں وہ کسی دوسرے کو دے دے جسے اس کی ضرورت ہو۔

(٦٠) الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس في الطواف.....إلخ، ١/٢٤٧

(٦١) بہارِ شریعت، حج کا بیان، منیٰ کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، باقی دنوں کی رمی، ۱/۱۱۴۷)

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وإذا اراد أن ينفر ومعه حصى دفعها إلى غيره إن احتاج۔(٦٢)

یعنی، جب کوئی اس حال میں (منیٰ سے) لوٹنے کا ارادہ کرے کہ اُس کے پاس کنکریاں ہوں تو اگر کسی کو حاجت ہو تو اُسے دے دے۔

اور اگر کوئی لینے والا نہ ملے تو اُسے کسی پاک جگہ رکھ دے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وإلا فيطرحها في موضع طاهر) أي خشية تنجسها عبثاً۔(٦٣)

یعنی، اگر کوئی لینے والا نہ ہو تو وہ اُسے کسی پاک جگہ ڈال دے یعنی اُس کے بلاوجہ ناپاک ہونے کے خوف سے۔

باقی رہا دفن کرنا تو اِس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: (ودفنها ليس بشيء) أي كما يفعله بعض العوام۔(٦٤)

یعنی، اسے دفن کرنے کی کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں۔

اور انہیں جمرات پر مارنا مکروہ ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: (ورميها على

(٦٢) لباب المناسك و عباب المسالك، باب رمي الجمار وأحكامه، فصل في رمي اليوم الرابع، ص١٦٤

(٦٣) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط، باب رمي الجمار وأحكامه، فصل في رمي اليوم الرابع، ص:٣٤٤

(٦٤) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط، باب رمي الجمار وأحكامه، فصل في رمي اليوم الرابع، ص:٣٤٤

الجمرة)أی زیادة علی العدد المسنون (مکروہ) أی لمخالفة السنة۔(٦٥)

یعنی،اوران بچی ہوئی کنکریوں کو جمرات پر مارنا یہ عددِ مسنون پر زیادتی ہے جو کہ سنت کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اور یہاں کراہت سے مراد کراہتِ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کیونکہ فقہاءِ کرام نے صراحت کی ہے کہ ''سنت کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ ہے''

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السبت،٢٨،ذوالحجة،١٤٣٩ھ۔١،ستمبر ٢٠١٨م FU-43

گیارہ تاریخ کو ایک جمرہ کی رمی ترک کرنے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے گیارہ تاریخ کو رمی کی اور ایک جمرہ کی رمی نہ کر سکا کیونکہ وہ بھول گیا یا اس نے کسی اور وجہ سے رمی نہ کی اب بارہ تاریخ ہو چکی ہے اس صورت میں اس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: مولانا انوار الحق نعیمی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:۔صورتِ مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ اگر اکثر رمی رہ جائے تو دم لازم آتا ہے۔

چنانچہ علّامہ ابو منصور محمد بن کرم حنفی متوفی ٥٩٢ھ لکھتے ہیں: فإن ترك الأكثر منها فعليه دم كما مرّ أن للأكثر حكم الكل۔(٦٦)

یعنی، پس اگر اکثر رمی ترک کی تو اس پر دم لازم ہے جیسا کہ گزرا کہ اکثر کے لیے کل کا حکم ہے۔

اور اگر کم رہ جائے جیسے گیارہ یا بارہ تاریخ کو دو جمرات کی رمی کی اور ایک کی چھوڑ دی تو

(٦٥) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،باب رمی الجمار وأحكامه ،فصل فی رمی الیوم الرابع، ص:٣٤٤

(٦٦) المسالك فی المناسك، فصل فی الجنایات عرفة والمزدلفة ومنی،٧٧٩/٢

صدقہ لازم آتا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین أبو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ٤٨٣ھ لکھتے ہیں: وإن ترك رمی إحدی الجمار فی الیوم الثانی فعلیه صدقة،لأن رمی الجمار الثلاث فی الیوم الثانی نسك واحد ،فإذا ترك أحدها كان المتروك أقلّ فتكفيه الصدقة۔(٦٧)

یعنی، اگر جمرات میں سے ایک کی رمی دوسرے دن ترک کی تو اس پر صدقہ لازم ہے کیونکہ دوسرے دن تینوں جمرات کی رمی ایک ہی واجب ہے پس جب اس نے اس میں سے ایک کو ترک کیا تو چھوڑا گیا کم ہے پس اُسے صدقہ کافی ہوگا۔

اور علّامہ ابو منصور محمد بن کرم حنفی متوفی ٥٩٢ھ لکھتے ہیں: فإن ترك إحدی الجمار فی الیوم الثانی فعلیه صدقة كما مرّ انه أقلها۔(٦٨)

یعنی، پس اگر دوسرے دن میں کسی ایک جمرہ کی رمی ترک کی تو اس پر صدقہ کرنا لازم ہے جیسا کہ گزرا کہ (اس روز ایک جمرہ) اقل ہے۔

اور اگر پہلے روز تین یا اس سے کم اور اس کے بعد کے دنوں میں دس کنکریاں چھوڑیں تو اس پر ہر کنکری کے بدلے صدقہ ہے ہاں اگر ان صدقات کی قیمت دم کی قیمت کے برابر ہو جائے تو اس میں سے کچھ کم کر دیں اسی طرح ''لباب المناسك'' اور ''المسلك المتقسط'' میں ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس،١٢''ذی الحجّة''١٤٣٩ھ،٢٣''أغسطس''٢٠١٨م FU-30

کیا سات میں سے چار کنکریاں لگنے پر رمی درست ہوگی؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے دس ذوالحجہ کو رمی کی اور اُس سے سات میں سے صرف چار کنکریاں جمرہ کو لگیں باقی تین نہ

(٦٧) كتاب المبسوط للسّرخسی، كتاب المناسك ،باب رمی الجمار،٥٩/٢

(٦٨) المسالك فی المناسك، فصل فی الجنایات عرفة والمزدلفة ومنی،٧٧٩/٢

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

لگیں اس صورت میں کیا حکم ہوگا کیا دم لازم آئے گا یا نہیں؟

(السائل: یاسر، منی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں دو احتمالات ہیں ایک یہ کہ اُس نے کنکریاں ماریں تو صرف چار جمرہ کو لگیں باقی تین جمرہ کے گرد بنے ہوئے پیالے میں گر گئیں اس صورت میں اُس کی رمی درست ہو جائے گی کیونکہ کنکری اگر قریب گرے تو شمار کی جائے گی اور فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ اگر کنکریاں جمرے یا جمرے کے قریب (تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر) واقع ہوں تو رمی جائز ہو جائے گی اور اگر اس سے دور گری تو رمی جائز نہ ہوگی۔

چنانچہ امام ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: وَإِن رَمَاهَا من بعيد فَلم تقع الْحَصَاة عِنْد الْجَمْرَة وَلَا قَرِيبا مِنْهَا لم تجزه وَإِن وَقعت قَرِيباً مِنْهَا أجزاه۔(٦٩)

یعنی، اگر کسی نے دور سے رمی کی جس کے سبب کنکری جمرے کو نہ لگی اور نہ ہی قریب واقع ہوئی تو رمی جائز نہ ہوئی اور اگر کنکری قریب واقع ہوئی تو رمی جائز ہو جائے گی۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اُس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اُس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر تو جائز ہوگئی۔(۷۰)

اور جمرات کے گرد بنے ہوئے پیالے اس ہیئت پر بنائے گئے ہیں کہ جو کنکری

(٦٩) كتاب الأصل المعروف بالمبسوط ،كتاب المناسك باب رمی الجمار،۲/۳۵۷

(۷۰) بہارِ شریعت، حج کا بیان، باقی دنوں کی رمی، ۱/۱۱۴۷

ان کے اندر گر جائے وہ لڑھک کر جمرہ کو لگ جاتی ہے۔اس لئے جمرہ کے گرد بنے ہوئے پیالے میں گرنے والی کنکری شمار کی جاتی ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ باقی تین کنکریاں نہ تو جمرہ کو لگیں اور نہ اُس کے گرد بنے پیالے میں گریں بلکہ جمرہ سے دُور پیالے سے باہر گریں یعنی، جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلے پر نہ گریں تو اس صورت میں اُس پر ہر کنکری کے بدلے نصف صاع گندم صدقہ کرنا لازم ہوگا کیونکہ اکثر ترک نہیں ہوئیں۔

چنانچہ علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں: وإن ترك أقلّها تصدّق لكلّ حصاة نصف صاع برٍ۔(۷۱)

یعنی، اگر نصف سے کم چھوڑیں تو ہر کنکری کے بدلے آدھا صاع گندم صدقہ کرے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے دین کی ایک جماعت نے لکھا: وإن ترك أقلّها تصدّق لكلّ حصاة نصف صاع إلا أن تبلغ قيمة شاة فينقص ماشاء۔(۷۲)

یعنی، اگر نصف سے کم چھوڑیں تو ہر کنکری کے بدلے آدھا صاع صدقہ کرے مگر یہ کہ بکری کی کی قیمت کو پہنچ جائے تو وہ جو چاہے کم کر دے۔

اور علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: أما لو ترك أقلّ من ذلك أو أخّره فعليه لكلّ حصاة صدقة إلا أن يبلغ دمافينقص ماشاء۔(۷۳)

(۷۱) كتاب الإختيار لتعليل المختار، كتاب الحج، باب الجنايات، ۱_۵، ۱/۲۱۱

(۷۲) الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب الثامن فی الجنايات، الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار، ۱/۲۴۷

(۷۳) رد المحتار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: أو أكثره، ۳/٦٦٦

یعنی، اگر اس نے چار سے کم چھوڑی یا اسے مؤخّر کیا تو اس پر ہر کنکری کے عوض صدقہ کرنا لازم ہے مگر یہ کہ وہ دم (کی قیمت) کو پہنچ جائے تو وہ جو چاہے کمی کر لے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: سات سے کم جائز نہیں، اگر صرف تین ماریں یا بالکل نہیں تو دَم لازم ہوگا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے۔(۷۴)

اور دم اس صورت میں لازم آتا ہے جب سات میں سے کم از کم چار کو ترک کرے۔

چنانچہ علاّمہ ابو منصور محمد بن کرم حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: و لا یجب الدم حتی یترك الأكثر من النصف۔(۷۵)

یعنی، دم اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ نصف سے زائد رمی کو ترک نہ کرے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۲ "ذی الحجّة" ۱۴۳۹ھ، ۲۳ "أغسطس" ۲۰۱۸م FU-31

تیرہ ذوالحجہ کو ہوٹل سے آ کر رمی کرنے والا کیا اس دن کی فضیلت کو پا لے گا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ بارہ ذوالحجہ کو رمی کر کے منیٰ چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے ہوٹل پر آ کر آرام کرتے ہیں اور وہ تیرہ تاریخ کی رمی کی فضیلت حاصل کرنے کی نیت سے تیرہ ذوالحجہ کو اپنے ہوٹل سے جاتے ہیں اور جمرات کو رمی کر کے واپس آتے ہیں تو کیا اس طرح وہ تیرہ کو کی جانے والی رمی کی فضیلت

(۷۴) بہارِ شریعت، حج کا بیان، منیٰ کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، رمی کے مسائل، ۱/۱۱۳۹

(۷۵) المسالك فی المناسك، فصل فی الجنایات عرفة والمزدلفة ومنی، ۲/۷۷۹

حاصل کر پاتے ہیں؟ (السائل: c/o علامہ عبد الحبیب عطاری، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ احسن عمل یہ ہے کہ چوتھے دن (تیرہ ذوالحجہ) کی رمی مکمل کر لینے تک منی ہی میں رہا جائے اور اس سے قبل منی چھوڑ کر کہیں نہ جایا جائے البتہ اگر کوئی تیرہ ذوالحجہ کی رمی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ اس سبب سے تیسرے روز (بارہ ذوالحجہ) کی رمی کر کے منی سے روانہ ہو جائے تو نصِّ قطعی کی رو سے یہ فعل بجالانے والا گناہگار نہیں ہوگا۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرانِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ۔(۷۶)

ترجمہ: تو جو جلدی کر کے (دس ذوالحجہ کے بعد والے) دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گنا نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں۔(۷۷)

تو اس آیت مبارکہ سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تبارک کی جانب سے بندے کو دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا جائز ہے۔

چنانچہ علاّمہ ابو منصور محمد بن کرم حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: فإن اللّٰہ تعالیٰ خیّر بین أمرین۔(۷۸)

یعنی، پس بے شک اللہ تعالیٰ نے دو اُمور کے درمیان حاجی کو اختیار دیا ہے۔

لیکن یہ صرف اور صرف ایک رخصت ہے تو جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے ملنے والی رخصت پر عمل کرے گا تو شرعاً نہ وہ قابلِ گرفت ہے اور نہ ہی ملامت کا مستحق

(۷۶) البقرة: ۲/۲۰۳

(۷۷) کنزالایمان

(۷۸) المسالك فی المناسك، فصل فی الرمی فی الیوم الثانی والثالث، ۲/۵۵۹

ہے اور جو ایسے فرد کو مستحقِ عتاب ٹھہرائے تو اُس کا یہ عمل قابلِ مدح نہیں بلکہ قابلِ مذمّت ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جب کسی فعل کی رخصت من جانب اللہ حاصل ہو جائے تو ماوشما (ہم اور تم) کون ہوتے ہیں کہ کسی کو بلاوجہ شرعی تنقید کا نشانہ بنا کر ایک مذموم فعل کے مرتکب بنیں کیونکہ اس عمل کو صرف اور صرف افضل واولیٰ تو قرار دیا جاسکتا نہ کہ فرض وواجب۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: والأفضل أن يقيم ويرمى في اليوم الرابع۔(۷۹)

یعنی، افضل یہ ہے کہ وہ (منی ہی میں) ٹھہر جائے اور چوتھے روز کی رمی کرے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ اس فعل کو افضل قرار دینے کے لیے تو دلیلِ شرعی درکار ہے اور آپ کے پاس کون سی ایسی دلیل ہے کہ جس کی بنیاد پر اس فعل کو مستحسن و افضل قرار دیا جاسکے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے افضل قرار دیئے جانے کی علّت اللہ عزّ وجلّ کا فرمان اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فعل ہے۔

چنانچہ حاکم شہید ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد مروزی حنفی متوفی ۳۳۴/۳۴۴ھ لکھتے ہیں: فَإِنْ رَمَى فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ يُخَيَّرُ بَيْنَ النَّفْرِ، وَبَيْنَ الْمُقَامِ إِلَى أَنْ يَرْمِيَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ)(۸۰)

یعنی، پس اگر اُس نے تیسرے دن میں رمی کی تو اُسے چھوڑنے اور ٹھہر جانے کے درمیان اختیار ہے یہاں تک کہ وہ چوتھے دن میں رمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

(۷۹) لباب المناسك و عباب المسالك، باب رمى الجمار وأحكامه ،فصل فى أعمال يوم النفر الأول، ص:۱۶۳

(۸۰) الكافى مع شرحه للسرخسى ، كتاب المناسك ،باب رمى الجمار،۴/۷۷۔۷۸

ہے: ''تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں''(۸۱)

اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: أى لفعله ﷺ ولقوله تبارك وتعالىٰ: ﴿وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لمن اتقى﴾ إشارة أن هذا هو الأولىٰ لمن اتقى المولىٰ۔(۸۲)

یعنی، (منی میں چوتھے روز رمی کے لیے رُک جانا افضل ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے کہ ''اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں'' ''لمن اتقى'' میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہی اُولیٰ ہے اُس کے لیے کہ جو مولیٰ عزّ وجلّ سے ڈرتا ہو۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ تیرہ ذو الحجہ کی فضیلت اُس صورت میں ہے کہ جب بارہ کی رمی کرنے کے بعد نہ جایا جائے بلکہ تیرہ کی رمی کے لیے منیٰ میں ٹھہرا جائے البتہ ایک صورت ایسی بھی ہے کہ اگر کوئی شخص بارہ کی رمی کر کے واپس آنے کے ارادے سے کسی کام کی وجہ سے منی سے چلا جائے اور پھر وہ تیرہ تاریخ کی صبح صادق سے قبل منی لوٹ آئے تو اب یہ واپس آنے والا شخص شرعی اعتبار سے فضیلت کا مستحق ہوگا کیونکہ اُسے جانے اور ٹھہرنے کا اختیار چوتھے دن کی صبح صادق ہونے سے پہلے تک تھا۔

چنانچہ امام شمس الدین اُبو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وَخِيَارُهُ هٰذَا يَمْتَدُّ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنَ الْيَوْمِ الرَّابِعِ عِنْدَنَا۔(۸۳)

(۸۱) کنز الایمان

(۸۲) المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب طواف الزيارة، فصل ثم إذا فرغ من الرمى،ص: ۳۴۳

(۸۳) كتاب المبسوط للسّرخسى ، كتاب المناسك ،باب رمى الجمار،۲/۶۲

یعنی، ہمارے نزدیک اُس کا یہ اختیار چوتھے روز کی طلوعِ فجر تک دراز کیے ہوئے ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص کسی غرض کے سبب سے یا بغیر غرض کے دوسرے روز (بارہ ذوالحجہ) منی سے چلا جائے تو جانے والے شخص کو چاہیے کہ جلد سے جلد منی واپس آنے کی کوشش کرے اور رات کا اکثر حصہ منی میں گزارے کہ یہ سنتِ مؤکدہ ہے جیسا کہ ہمارے دیگر فتاویٰ میں مذکور ہے لیکن افضل یہی ہے کہ حاجی یوم نحر کے بعد تینوں دن مکمل طور پر وہیں بسر کرے کیونکہ یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: قال الطبری: فی الحدیث دلالة علی أن النبی ﷺ استکمل الأیام الثلاثة بمنی۔(۸۴)

یعنی، امام طبری نے فرمایا کہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تینوں دن منی میں مکمل فرمائے۔

لہٰذا تیرہ تاریخ کی صبح کے بعد منی آ کر رمی کرنے والا حاجی تیرہ کی رمی کی فضیلت نہیں پائے گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۱۵ ذوالحجة ۱۴۳۹ھ۔ ۲۶، أغسطس ۲۰۱۸م FU-36

مزدلفه

وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص

(۸۴) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط علی لباب المناسِك، باب طواف الزیارة، فصل فی رمی الیوم الرابع، ص: ۳۴۵

مزدلفہ کی رات منی کو آ گیا اور دوبارہ مزدلفہ لوٹا بھی نہیں یہاں تک کہ اس نے منی سے دس کی رمی کی تو اب اس پر کیا لازم آئے گا؟ (C/O مفتی عبدالرحمٰن، ازعزیزیہ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ وقوفِ مزدلفہ واجباتِ حج میں سے ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین أبوبکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وهذا الوقوف واجب عندنا ولیس برکن۔(۸۵)

یعنی، یہ وقوف ہمارے نزدیک واجب ہے نہ کہ رکن (یعنی فرض)۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الوقوف بها واجب۔(۸۶)

یعنی، مزدلفہ میں وقوف واجب ہے۔

اور اس کا وقت یومِ نحر (دسویں ذی الحجہ) کی صبحِ صادق سے لے کر اِسی دن کے طلوعِ آفتاب تک ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: وأول وقته: طلوع الفجر الثانی من یوم النحر، وآخره طلوع الشمس منه۔(۸۷)

یعنی، وقوف کا اول وقت یومِ نحر کی صبحِ صادق کا طلوع ہونا ہے اور اس کا آخر وقت اسی روز طلوعِ آفتاب ہے۔

لہٰذا جو کوئی مذکورہ بالا وقت کے علاوہ وہاں ٹھہرے گا تو اس سے واجبِ حج کی

(۸۵) کتاب المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الخروج إلی منی، ۲/۵۷

(۸۶) لباب المناسِك و عباب المسالك، باب أحکام المزدلفة، فصل فی الوقوف بها، ص: ۱۴۷

(۸۷) لباب المناسِك و عباب المسالك، باب أحکام المزدلفة، فصل فی الوقوف بها، ص: ۱۴۷

ادائیگی نہ ہوگی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: فمن وقف بها قبل طلوع الفجر أو بعد طلوع الشمس لا يعتد به۔(۸۸)

یعنی، پس جس نے طلوعِ فجر سے پہلے یا طلوعِ آفتاب کے بعد وقوف کیا تو وہ شمار نہ کیا جائے گا۔

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس واجب کے ترک ہونے پر دم لازم آئے گا بشرطیکہ کسی نے اسے عذرِ شرعی کے بغیر ترک کیا ہو۔

چنانچہ امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: حَتَّى إِذَا تَرَكَهُ لِغَيْرِ عِلَّةٍ يَلْزَمُهُ دَمٌ، وَحَجُّهُ تَامٌ۔(۸۹)

یعنی، یہاں تک کہ جب اسے علّت کے بغیر ترک کیا تو اسے دم لازم ہوگا اور اس کا حج مکمل ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سے اعذار ہیں کہ جن کا شرعاً یہاں اعتبار کیا جائے گا تو واضح رہے کہ اگر کسی کو بیماری لاحق ہو یا ایسا شخص کہ جو بڑھاپے یا کم عمری کے سبب سے کمزوری کا شکار ہو کہ وقوفِ مزدلفہ اُن کے لیے مشکل ہو یا عورت کو بھیڑ کا خوف ہو تو اس صورت میں وقوفِ مزدلفہ کو ترک کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ سب وقوفِ مزدلفہ پر قادر نہ ہوں۔ تو جب واقعی کسی کو ان اعذار میں سے کوئی عذر لاحق ہو تو ایسی صورت میں اس کے ترک کرنے والے پر بھی کوئی بھی شے لازم نہ ہوگی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (إلا

(۸۸) لباب المناسك و عباب المسالك، باب أحكام المزدلفة، فصل في الوقوف بها، ص: ۱۴۷

(۸۹) كتاب المبسوط للسّرخسي، كتاب المناسك، باب الخروج إلى منى، ۲/۵۷

إذَا كان لعلة)أي مرض(أو ضعف)أي ضعف بنية من كبر أو صغر(أو يكون)أي الناسك (امرأة تخاف الزحام فلا شيء عليه).(۹۰)

یعنی، مگر جب ترکِ وقوف کسی مرض یا بڑھاپے اور کم سنی کی وجہ سے کمزور ہو یا عورت کو بھیڑ کا خوف ہو تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دَم دے۔ ہاں کمزور یا عورت بخوف ازدحام وقوف ترک کرے تو جرمانہ نہیں۔(۹۱)

بہرحال وقوفِ مزدلفہ کے ترک کرنے والے کو اس بات کی حاجت ہے کہ وہ اپنی حالت پر مندرجہ بالا سطور کو مدّنظر رکھتے ہوئے خود غور کرے کہ آیا میں نے وقوفِ مزدلفہ کو ترک کسی عذر کی بناء پر کیا ہے یا نہیں؟ تو اگر اُس نے اس واجب کو کسی عذر کی بناء پر ترک کیا تھا تو اس پر دم لازم نہیں ہوگا اور اگر بلا عذر اسے ترک کیا تھا تو اب اُس پر دم کی ادائیگی لازم ہوگی۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الثلاثاء، ۱۰، ذوالحجة ۱۴۳۹ھ - ۲۱ أغسطس ۲۰۱۸م

FU-27

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

سعی

سعی میں سترِ عورت کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سعی

(۹۰) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب أحكام المزدلفة، فصل في الوقوف بمزدلفة وأحكامه، ص: ۳۱۰

(۹۱) بہارِ شریعت، حج کا بیان، جرم اوران کے کفارے، وقوفِ مزدلفہ، ۱/۱۱۷۸

کرتے ہوئے کسی خاتون کے بال ظاہر ہوں یا کسی مرد کی ناف کے نیچے سے کچھ حصہ ظاہر ہوجائے تو سعی درست ہوجائے گی یا نہیں اور عمرہ اور حج کی سعی کا حکم ایک ہے یا الگ الگ ہے؟ (السائل: ایک حاجی، از مکہ مکرمہ)

باسمه تعالی وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ سعی چاہے حج کی ہو یا عمرہ کی اس میں سترِ عورت نہ شرط ہے اور نہ ہی واجب اس معاملے میں اس حقیر نے فقہ حنفی کی وہ تمام کتب جو میسر آئیں سب کے کتاب الحج میں سعی کے بیان کو دیکھا کسی نے بھی سترِ عورت کو سعی کی شرائط یا واجبات میں ذکر نہیں کیا ہاں اُنہوں نے سعی کو سترِ عورت کی سُنَن میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ سعی کی سُنَن میں لکھتے ہیں: وسترُ العورة۔(۹۲)

یعنی، (سعی کی سنتوں میں سے) سترِ عورت ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کہ ویسے تو سترِ عورت بنفس خود فرض ہے۔

چنانچہ مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: أی سنة فيه مع أنه فرض فی کلّ حال لئلاّ يتوهّم وجوب الجزاء بتركه أو لأنه يأثم بتركه فی السعی إثم تارك السنة لأجل السعی مع ثبوت إثم ترك الفرض۔(۹۳)

یعنی، سترِ عورت اس میں سنت ہے باوجود اس کے کہ یہ ہر حال میں فرض ہے تا کہ اس کے ترک پر وُجوبِ جزا کا وہم نہ ہو یا یہ کہ سعی میں اس کے ترک پر گنہگار ہوگا سعی کی وجہ سے سنت کے تارک کا گناہ، ترک فرض کے گناہ کے ثبوت کیساتھ ہے۔

(۹۲) لباب المناسِك و عباب المسالك،باب السعی بين الصفا والمروة،فصل فی سننه،ص:۱۲۸

(۹۳) المسلك المتوسط فی المنسك المتوسط علی لباب المناسِك،باب السعی بين الصفا والمروة، فصل فی سننه،تحت قوله: وستر العورة،ص۲۵۴

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم المخادیم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ سعی کی سنتوں کے بیان میں لکھتے ہیں: ششم ستر عورت که آن سنت است در حق سعی اگر چه فرض است بنفس خود پس اگر سعی عوره برهنه لازم نیاید دم بروے اگر چه آثم گردد بواسطه ترك فرض۔(۹۴)

یعنی، سعی کی چھٹی سنت سترِ عورت ہے جو کہ سعی کے حق میں سنت ہے اگر چہ بنفس خود فرض ہے، یعنی اگر برہنہ سعی کی تو اُس پر دم لازم نہیں آئے گا اگر چہ ترکِ فرض کے واسطے سے گنہگار ہوگا۔

اور قاضی و مفتی مکہ مکرمہ امام اُبو البقاء محمد بن اُحمد بن محمد بن الضیاء مکی حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: ومن مستحباته: ستر العورة فی السعی، حتی لو سعی مکشوف العورة صحّ سعيه۔(۹۵)

یعنی، سعی میں سترِ عورت اس کے مستحبات سے ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے سترِ عورت کھولے ہوئے سعی کی تو اُس کی سعی صحیح ہے۔

اور سترِ عورت کے سنت ہونے سے مراد کوئی یہ نہ لے کہ سعی میں سترِ عورت تو وہ ستر کی حفاظت سے بے پرواہ ہوجائے یاد رہے کہ سترِ عورت بنفسِ خود فرض ہے اس لئے اس کا تارک گنہگار ہوگا اور صرف حج یا عمرہ کی سعی میں لزومِ جزاء کے اعتبار سے یہ سنت کے درجے میں ہے لہٰذا اگر کوئی سعی میں سترِ عورت کو کُھلا رکھتا ہے تو وہ سعی کی سنت کو ترک کرتا

(۹۴) حیات القلوب فی زيارة المحبوب،باب چهارم در بیان سعی ،فصل اول درمیان شرائط صحت سعی وواجبات ، سنن و مستحبات آن ، سنن سعی ، ۱۵۹

(۹۵) البحر العميق،الباب العاشر:فی دخول مكة وفی الطواف والسعی،بعد فصل:فی سبب شرعية السعی،۳/۱۲۹۶

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ ایک مطلقاً فرض کا تارک بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ گنہگار قرار پاتا ہے اور اس پر اس گناہ سے توبہ لازم آتی ہے باقی جہاں تک حج یا عمرہ میں کفارے کی بات ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا نہ دم اور نہ صدقہ۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: سعی میں سترِ عورت سنت ہے یعنی اگرچہ ستر کا چھپانا فرض ہے مگر اس حالت میں فرض کے علاوہ سُنت بھی ہے کہ اگر ستر کھلا رہا تو اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں مگر ایک گناہ فرض کے ترک کا ہوا، دوسرا ترکِ سنت کا۔(۹۶)

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۲۰، ذوالحجة، ۱۴۳۹ھ۔ ۳۱، ،سبتمبر، ۲۰۱۸م

FU-60

دورانِ سعی ماہواری کا شبہ ہونا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاتون نے طواف زیارت کیا اور سعی کر رہی تھی کہ اُسے محسوس ہوا کہ شاید ماہواری آئی ہے جبکہ وہ میڈیسن استعمال کر رہی تھی جس کی وجہ سے ماہواری رُکی ہوئی تھی اسی حال میں اُس نے سعی مکمل کر لی پھر جا کر چیک کیا تو پیلے رنگ کا نشان تھا اور اب اُس کو اس بات کا وہم ہے کہ طواف کے دوران کچھ آیا نہ ہو اس حال میں اُس کا طواف اور سعی درست ہو گئی یا نہیں؟ (السائل: ایک حاجی از مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں جس رنگ کا دھبّا پایا گیا ہے یہ ماہواری کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔

چنانچہ علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں: وما تراه المرأة

(۹۶) بہارشریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا ومروہ وعمرہ، ۱/۱۱۱۰

من الألوان فی مدة حيضها حيض حتى ترى البياض الخالص۔(۹۷)

یعنی، جو عورت اپنے حیض کی مدت میں رنگوں میں دیکھے تو وہ حیض ہے یہاں تک کہ وہ خالص سفیدی دیکھے۔

اس عبارت سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ عورت اپنے حیض کی مدّت میں حیض کے رنگوں میں سے کوئی رنگ دیکھے تو وہ حیض ہے جب تک کہ وہ خالص سفید رنگ نہ دیکھے۔ لیکن سوال یہ قائم ہوتا ہے کہ عبارت میں چونکہ رنگوں کی صراحت نہیں تو وہ کون کون سے رنگ ہیں کہ کہ جو عورت اپنے حیض کی مدّت میں دیکھے تو اُسے حیض مانا جائے اور فقہاء کرام نے حیض کے چھ رنگ ذکر کیے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا کتاب "الاختيار لتعليل المختار" کی عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عبدالغنی القارابا غی من علماء القرن التاسع لکھتے ہیں: وهي ستة: الحمرة، والصفرة، والكدرة، والخضرة، والسوداء، والترابية، وهي كلون التراب۔(۹۸)

یعنی، وہ (رنگ) چھ ہیں: سرخ، زرد، گدلا، سبز، سیاہ، ترابیہ اور یہ مٹی کی مثل رنگ ہے۔

اور امام ابوالحسین أحمد بن محمد بغدادی قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: وما تراه المرأة من الحمرة والصفرة والكدرة في أيام الحيض فهو حيض حتى ترى البياض الخالص۔(۹۹)

(۹۷) كتاب الاختيار لتعليل المختار، كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱۔۵، ۱/۳۷

(۹۸) شرح المختار، كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/۴۶

(۹۹) مختصر القدوري، كتاب الطهارة، باب الحيض، ص:۵۵

یعنی، جو عورت ایّامِ حیض میں سرخ، زرد، گدلے (رنگوں) میں سے حیض کے دنوں میں دیکھے پس وہ حیض ہے یہاں تک کہ وہ خالص سفیدی دیکھے۔

اور علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے: أن یکون علی لون من الألوان الستة: السواد والحمرة والصفرة والکدرة والخضرة والتربیة هکذا فی "النهایة"(۱۰۰)

یعنی، یہ کہ چھ رنگوں میں سے کسی ایک رنگ پر ہو: سیاہ، سرخ، زرد، گدلا، سبز اور تربیہ (یہ مٹی کے رنگ کے مثل ہے) اسی طرح ''نہایہ'' میں ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں: فلو رأت بیاضاً خالصاً علی الخرقة ما دام رطباً فإذا یبس اُصفر فحکمه حکم البیاض. وکذا لو رأت حمرة أو صفرة فإذا یبست ابیضت تعتبر حالة الرؤیة لا حالة التغیر. هکذا فی "التجنیس"۔(۱۰۱)

یعنی، پس اگر وہ کپڑے پر خالص سفیدی دیکھے جب کہ تر ہو پس جب وہ سوکھ کر زرد ہو جائے تو اس کا حکم سفیدی کا حکم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ سرخی یا زردی دیکھے پس جب وہ سوکھ کر سفید ہو جائے تو اعتبار کیا جائے گا رؤیت (دیکھنے) کی حالت کا نہ کہ تبدیلی کی حالت کا۔ اسی طرح ''تجنیس'' (۱۰۲) میں ہے۔

اور علّامہ فقیہ شیخ محی الدّین محمد بن اِلیاس جَوی زادہ شہید حنفی متوفی ۹۵۴ھ لکھتے

(۱۰۰) الفتاوی الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السادس فی الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول فی الحیض، ۱/۳۶

(۱۰۱) الفتاوی الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السادس فی الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول فی الحیض، ۱/۳۶

(۱۰۲) کتاب التجنیس والمزید، کتاب الطهارات، فصل فی الحیض، مسئله ۱۱۹، ص ۱۹۳

ہیں: وفی "المصفی": إنما تعتبر الصفرة حالة الرطوبة، حتی لو رأت بیاضاً خالصاً علی الخرقة، فإذا یبس اصفرّ لا تعتبر تلك الصفرة، فلا یکون حیضاً۔(۱۰۳)

یعنی ''مصفی'' میں ہے: بے شک زرد رطوبت کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر وہ کپڑے پر خالص سفیدی دیکھے۔ پس جب وہ خالص سفیدی سوکھ کر زرد ہو جائے تو اس زردی کا اعتبار نہ کیا جائے گا، پس وہ حیض نہ ہوگا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: حَیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔ سفید رنگ کی رطوبت حَیض نہیں۔ (۱۰۴)

سائل نے جس نشان کا ذکر کیا ہے اُس کا ماہواری سے ہونا اُسی وقت قرار پائے گا جب کم از کم حیض آنے کا سلسلہ تین دن اور تین راتوں تک جاری رہا ہو۔ اس کی وجہ یہ کہ ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہے اور جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ (رگ کا خون) ہے، ماہواری نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے: أقلّ الحیض ثلاثة أیام، وأکثره عشرة أیام۔ (۱۰۵)

یعنی، کم از کم حیض تین روز اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہے۔

(۱۰۳) الإیثار لحلّ المختار، کتاب الطهارة، باب الحیض، تحت قوله: حیض حتی تری البیاض الخالص، ۱/۹۲

(۱۰۴) بہارِ شریعت، طہارت کا بیان، حیض کا بیان، ۱/۳۷۳

(۱۰۵) سُنَن الدار قطنی، کتاب الحیض، برقم ۸۳۶، ۱/۲۲۵

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

مندرجہ بالا حدیث شریف میں کلمۂ ایّام مذکور ہے جو کہ یوم کی جمع ہے اور گھنٹوں کے حساب سے یوم کے چوبیس (۲۴) گھنٹے بنتے ہیں تو جب ایک یوم چوبیس گھنٹے ہے اور حیض کی مدّت تین دن اور تین راتیں ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ حیض کی گھنٹوں کے لحاظ سے مدّت بہتّر (۷۲) گھنٹے بنے گی۔

چنانچہ علامہ محمد بن ولی بن رسول ازمیری حنفی متوفی ۱۱۶۵ھ "ملتقی الأبحر" کی عبارت "وما نقص عن أقلّه" کے تحت لکھتے ہیں: وهو اثنان و سبعون ساعة۔(۱۰۶)

یعنی، وہ (اقل مدّت) بہتّر (۷۲) گھنٹے ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: حَیض کی مدت کم از کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حَیض نہیں اور زِیادہ سے زِیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔(۱۰۷)

اب کوئی یوں نہ سمجھے کہ عورت کو حیض مسلسل (۷۲) گھنٹے آئے اور گھڑی بھر کے لیے بھی نہ رکے جب ہی حیض ہے اس کے علاوہ حیض شمار نہیں ہوگا تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ شرعاً ایسا کوئی ضروری نہیں کہ ایّامِ حیض میں خون مسلسل جاری رہے جب ہی اُسے حیض کہا جائے گا۔ بلکہ خون کا تین دنوں کے کناروں میں دیکھنا کافی ہوگا۔

چنانچہ علامہ ازمیری حنفی لکھتے ہیں: ثم لا يشترط أن يكون ممتداً ثلاثة أيام بحيث لا ينقطع ساعةليست كونه حيضاً لأن ذلك نادر،بل يكفي رؤية الدم في طرف الثلاثة ۔(۱۰۸)

(۱۰۶) كمال الدراية و جمع الرواية والدراية من شروح ملتقى الأبحر،كتاب الطهارة،باب الحيض، ۲۱۹/۱

(۱۰۷) بہار شریعت، طہارت کا بیان، حیض کا بیان، ۳۷۲/۱

(۱۰۸) كمال الدراية و جمع الرواية والدراية من شروح ملتقى الأبحر،كتاب الطهارة،باب الحيض، ۲۱۷/۱

یعنی، پھر شرط نہ لگائی جائے گی کہ وہ (حیض کا خون) تین دنوں کو ممتد ہو اس حیثیت سے کہ وہ گھڑی بھر بھی منقطع نہ ہو (ورنہ) وہ حیض نہ ہوگا کیونکہ یہ نادر ہے بلکہ خون کا دیکھنا تین (دنوں) کے کنارے میں کافی ہوگا۔

امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں: واعلم أنه ليس بشرط أن يكون الدم ممتداً إلى ثلاثة أيام بحيث لا ينقطع ساعة حتى يكون حيضاً لأن ذلك لا يكون إلا نادراً بل انقطاع الدم ساعة أو ساعتين فصاعداًغير مبطل للحيض۔(۱۰۹)

یعنی، تو جان لے کہ بیشک یہ شرط نہیں کہ خون تین دنوں تک ہو اس حیثیت سے کہ وہ ایک گھڑی بھی منقطع نہ ہو تب ہی وہ حیض ہوگا کیونکہ یہ نہیں ہوتا مگر نادر بلکہ خون کا ایک گھڑی یا دو گھڑی یا اس سے بڑھ کر منقطع ہونا حیض کو باطل کرنے والا نہ ہوگا۔

ہاں اگر تین ایّام سے کم خون آئے تو اگر چہ وہ اوپر ذکر کیے گئے چھ رنگوں میں سے ہی کیوں نہ ہو اُسے حیض شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ استحاضہ ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا۔

چنانچہ علاّمہ ابو الاخلاص حسن بن عمّار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة أيام۔(۱۱۰)

یعنی، استحاضہ وہ خون ہے کہ جو تین دنوں سے کم ہو۔

بہر حال ماہواری ہو یا استحاضہ دونوں صورتوں میں سعی درست ہو جائے گی کیونکہ سعی کرنے میں پاکی کی شرط نہیں، اسی طرح نہ ہی واجب ہے اور نہ ہی سنت ہے بلکہ ایک مستحب عمل ہے۔

(۱۰۹) المستصفى فى شرح النافع،كتاب الطهارة،باب الحيض،تحت قوله:ثلاثة أيام،۲۴۸/۱

(۱۱۰) نور الإيضاح،باب الحيض والنفاس،والاستحاضة،ص:۴۸،مطبوعة:مكتبة بركات المدينه

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

چنانچہ علاّمہ ابومنصور محمد بن کرم حنفی متوفی: ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: وکـذا الـطهـارـة مستحبة بـالإجـمـاع حتى لو سعى محدثاً أو جنباً أو كانت المرأة حائضاً أو نفساء صحّ بالإجماع۔(۱۱۱)

یعنی، اسی طرح طہارت بالاجماع مستحب ہے یہاں تک کہ اگر حدث (اصغر) والے یا جنبی یا حائضہ یا نفاس والی عورت نے سعی کی تو سعی بالاجماع صحیح ہوگئی۔

علامہ شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: فصح سعي الحائض والجنب۔(۱۱۲)

یعنی، پس حائضہ اور جنبی کی سعی صحیح ہے۔

اور علاّمہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: والحيض والجنابة لا يمنعان صحة السعي كذا في محيط السرخسي۔(۱۱۳)

یعنی، حیض اور جنابت دونوں سعی کی صحت کو مانع نہیں ہوتے۔ اسی طرح ''محیط سرخسی'' (۵۲) میں ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: سعی کے لیے طہارت شرط نہیں، حیض والی عورت اور جُنب بھی سعی کرسکتا ہے۔(۱۱۴)

امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: بے وضو بھی سعی میں کوئی حرج نہیں، ہاں باوضو مستحب ہے۔(۱۱۵)

---

(۱۱۱) المسالك في المناسك،فصل بعد فصل في السعي بين الصفاء والمروة، ۱/ ۴۷۰

(۱۱۲) البحر الرائق،كتاب الحج،باب الإحرام،تحت قوله:ثم أخرج إلى الصفا.....إلخ، ۲/ ۵۸۳

(۱۱۳) محیط سرخسی ،كتاب الحج،باب الحلق والتقصير،فصل،ص ۲۳۶،مخطوط مصوّر

(۱۱۴) بہارشریعت،حج کا بیان،طواف وسعی صفاومروہ وعمرہ،۱/ ۱۱۰۹

(۱۱۵) الفتاوی الرضویّہ،کتاب الحج،جنایات،رسالہ أنوار البشارہ فی مسائل الحج والزیارۃ، ۱۰/ ۷۴۵

اور یہ یاد رہے کہ سعی نماز کی مثل نہیں ہے کہ جس کے لئے طہارت کو شرط قرار دیا جائے۔

چنانچہ علامہ ابومنصور محمد بن کرم حنفی متوفی ۵۹۲ھ: لأن السعي ليس في معنى الصلاة۔(۱۱۶)

یعنی، کیونکہ سعی نماز کے معنی میں نہیں۔

سعی میں طہارت میں کے شرط نہ ہونے کا ثبوت احادیثِ طیّبہ سے بھی ملتا ہے چنانچہ ''صحیح بخاری'' کی روایت ہے: عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: قدمت مكة وأنا حائض، ولم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة قالت: فشكوت ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: افعلي كما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري۔(۱۱۷)

یعنی، حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک آپ نے فرمایا: کہ میں مکہ کو اس حال میں آئی کہ میں حائضہ تھی، اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا مروہ کے چکر لگائے، حضرت عائشہ نے فرمایا: پس میں نے یہ شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا کہ تو ویسے کر جیسے حج کرنے والا کرتا ہے، سوائے بیت اللہ کے طواف کے یہاں تک کہ تو پاک ہوجائے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے: عن ابن جريج، قال: أَخبرني أَبو الزبير، أَنه سمع جابراً، قال: دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عائشة ببعض هذه

---

(۱۱۶) المسالك في المناسك،فصل بعد فصل في السعي بين الصفاء والمروة،۱/ ۴۷۰

(۱۱۷) صحيح البخاری، ۲۵ ۔كتاب الحج،۸۱۔باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت.....إلخ،برقم: ۱۶۵۰، ۱/ ۴۰۷

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

القصة قال :عند قوله وأَهلّي بالحجِ، ثم حجّي و اصنعي ما يصنع الحاجّ غير أَن لا تطوفي بالبيت و لا تصلّي۔

یعنی، ابن جریج سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ بے شک اُنہوں نے حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قصّے کا بعض بیان فرماتے سنا تو اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان کو بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاکر فرمایا کہ تم حج کا احرام باندھو پھر تم حج کرو اور تم بھی وہ کرو جو حاجی کرتے ہیں سوائے اس کے کہ تم بیت اللہ کا طواف مت کرنا اور نہ نماز پڑھنا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی ''سُنَن'' (۱۱۸) میں روایت کیا۔

اسی حدیث شریف کی بناء پر فقہاء کرام نے حکم فرمایا ہے کہ حائضہ حج کے تمام افعال ادا کرے سوائے طوافِ زیارت کے۔

چنانچہ علّامہ فقیہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں: ولو حاضت عند الإحرام اغتسلت وأتت بجميع المناسك إلا الطواف طواف الزيارة۔(۱۱۹)

یعنی، اگر وہ احرام کے وقت حائضہ ہوگئی تو وہ غسل کرے اور تمام مناسک ادا کرے سوائے طوافِ زیارت کے۔

اور طوافِ زیارت سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں طہارت واجب ہے اور اگر سعی میں بھی طہارت واجب ہوتی تو حدیث شریف میں اس کا بھی استثناء ہوتا اور

(۱۱۸) سُنَن أبی داود، کتاب المناسك،باب فی إفراد الحج،برقم:۱۷۸۶،۲/۲۶۵

(۱۱۹) ملتقی الأبحر، کتاب الحج،فصل قبل باب القران والتمتع،ص:۲۰۳

فقہاء کرام حائضہ کے لئے طواف کی طرح سعی سے بھی منع فرماتے۔

لہٰذا سعی درست ہوگئی باقی رہا یہ وہم کہ طواف کے دوران کچھ نہ آیا ہو تو اس وہم سے کچھ ثابت نہیں ہوگا جب تک غالب گمان نہ ہو کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ''الیقینُ لا یزولُ بالشَّكِّ'' (۱۲۰)

یعنی، یقین شک کہ سبب سے زائل نہیں ہوتا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۲، ذوالحجة، ۱۴۳۹ھ۔۲۳، أغسطس، ۲۰۱۸م FU-28

مرض کی وجہ سے سعی ترک کرنے کا حکم

جبکہ تارک سعی مکہ میں حالتِ احرام میں ہو

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عمرہ کی سعی طبیعت کے خراب ہونے کے سبب مکمل چھوڑ دے تو کیا حکم ہوگا جبکہ تارکِ سعی مکہ مکرمہ میں ہو اور اُس نے احرام بھی نہ کھولا ہو؟

(السائل: ایک حاجی c/o آصف مدنی، مکّہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ طواف اور سعی کو پے درپے کرنا سنت ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الموالاة بينه وبين الطواف۔(۱۲۱)

(۱۲۰) الأشباه والنظائر علی مذهب أبی حنيفة النعمان،الفن الأول :القواعد الكلية،القاعدة الثالثة:اليقين لا يزول بالشك،ص۵۶

(۱۲۱) لباب المناسك و عباب المسالك، باب السعی بين الصفا والمروة،فصل فی سننه ، ص:۱۲۸

یعنی، سعی اور طواف کے مابین پے در پے ہونا سنت ہے۔

اور بغیر عذر سعی کو مؤخّر کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ خلافِ سنت ہے۔

چنانچہ صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: بغیر عذر اس وقت سعی نہ کرنا مکروہ ہے کہ خلافِ سنت ہے۔(۱۲۲)

البتہ اگر کسی نے طواف اور سعی پے در پے نہ کیا تو اُس پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہیں ہوگا، اگرچہ طویل زمانہ گزر جائے۔

چنانچہ امام اُبو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: فإن عرض له عارض في السعي فقطعه وطال الزّمان سعى مادام بمكة، وليس عليه شيء، لأنه أتى بالواجب۔(۱۲۳)

یعنی، اگر کسی کو سعی میں رکاوٹ پیش آجائے جس کے سبب سعی کو چھوڑ دے اور اسی حالت میں اُسے طویل زمانہ ہی کیوں نہ گزر جائے وہ سعی کرے جب تک کہ مکہ مکرمہ میں ہے اور جب وہ سعی کرلے گا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہوگا کیونکہ اُس نے واجب کو پورا کرلیا ہے۔

لہٰذا تارکِ سعی جب تک مکہ مکرمہ میں ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ سعی کرکے ایک واجب فعل سے بری الذمہ ہوجائے، اور حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام کھول دے۔

واللّٰہ تعالٰی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ۔ ۲۴ مئی ۲۰۱۹م FU-85

(۱۲۲) بہارِ شریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا ومروہ وعمرہ کا بیان، ۱۱۰۶/۱

(۱۲۳) المسالك في المناسك، القسم الثاني: في بيان نسك الحج من فرائضه وسننه وآدابه وغير ذلك، فصل في الترتيب فيه، ۴۷۱/۱

قربانی

کیا حاجی پر اپنے وطن اور مکہ دونوں جگہ دو قربانیاں کرنا لازم ہوگا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لیے گیا وہاں وہ قربانی کریں گے تو کیا اُن پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے وطن میں اپنے اہلِ خانہ وغیرہ کے ذریعے اپنے نام کی قربانی کروائیں؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں سب سے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ جو حاجی حج قران یا حج تمتع کرتا ہے تو اُس پر شرعاً یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ قربانی کرے جب کہ وہ اس کی قیمت پر قدرت رکھتا ہو ورنہ وہ روزے رکھے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وإن كان قارناً أو متمتعاً يجب عليه الذبح، إن قدر على قيمته، وإلا فالصوم۔(۱۲۴)

یعنی، اگر وہ قارن یا متمتع ہو تو اُس پر ذبح کرنا لازم ہے اگر وہ قدرت رکھتا ہو اس کی قیمت پر، ورنہ وہ روزے رکھے۔

واضح رہے کہ ایسا شخص کہ جو ذبح کرنے پر قدرت نہیں رکھتا وہ دس روزے رکھے اور وہ اس طرح کہ تین حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے اپنے گھر پلٹ کر رکھے لیکن یہ بیان کردہ حکم اُس کیلئے ہے کہ جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پاک کلام قرانِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ

(۱۲۴) لباب المناسك وعباب المسالك، باب مناسك منى، فصل في الذبح، ص: ۱۵۲

حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَام۔(۱۲۵)

ترجمہ: تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔(۱۲۶)

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: محتاج محض جس کی ملک میں نہ قربانی کے لائق کوئی جانور ہو، نہ اس کے پاس اتنا نقد یا اسباب کہ اسے بیچ کر لے سکے، وہ اگر قِران یا تمتّع کی نیت کریگا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین تو حج کے مہینوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد، اس بیچ میں جب چاہے رکھ لے۔ ایک ساتھ خواہ جُدا جُدا اور بہتر یہ ہے کہ ۷۔۸۔۹ کو رکھے اور باقی سات تیرھویں ذی الحجہ کے بعد جب چاہے رکھے اور بہتر یہ کہ گھر پہنچ کر ہوں۔(۱۲۷)

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو حج قران یا حج تمتع کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے تو یہ بطورِ شکرانۂ حج ہے نہ کہ یہ وہ قربانی ہے کہ جو عیدالأضحیٰ کے دن کی جاتی ہے تو جب یہ عیدالأضحیٰ کے دن کی جانے والی قربانی نہیں تو پھر دیکھنا یہ ہوگا کہ آیا اُس حاجی میں وہ شرائط پائی جارہی ہیں یا نہیں کہ جس کے سبب سے اُس پر بقرعید میں کی جانے والی قربانی کا وجوب ثابت ہو؟ تو اگر اُس میں وہ شرائط پائی جارہی ہے تو اُس پر قربانی کرنا واجب ہوگا اور اگر اُن شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو اُس پر قربانی کرنا شرعاً واجب نہیں۔

(۱۲۵) البقرۃ:۲/۱۹۶

(۱۲۶) کنز الإیمان

(۱۲۷) بہارشریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا ومروہ وعمرہ، ۱/۱۱۴۱

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی شرائط ہیں کہ جب وہ پائی جائیں تو اُس پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟

تو یہ یاد رہے کہ قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں: (۱) آزاد ہونا (۲) مسلمان ہونا (۳) مقیم ہونا (۴) مالدار ہونا۔

چنانچہ امام أبی الحسین أحمد بن محمد قدوری حنفی متوفی: ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: الأضحیة واجبة علی کلّ حرٍ مسلمٍ مقیمٍ موسرٍ فی یوم الأضحی عن نفسه۔(۱۲۸)

یعنی، قربانی کرنا آزاد، مسلمان، مقیم، مالدار پر قربانی کے دن میں اپنے نفس کی طرف سے واجب ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں، تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اوس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اوس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اوس کا باپ اپنے مال سے قربانی کریگا۔ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اوس کی طرف سے اوس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(۱۲۹)

(۱۲۸) مختصر القدوری، کتاب الأضحیة، ص:۴۹۹

(۱۲۹) بہارشریعت، قربانی کا بیان، ۳/۳۳۲

لہٰذا سوال میں مذکور شخص اور اس کی والدہ کو چاہیے کہ وہ اپنی حالت پر غور کر لیں کہ آیا اُنہوں نے حج قران یا حج تمتع کیا ہے اگر کیا ہے تو اُن پر دمِ شکر دینا لازم ہے بشرطیکہ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں ورنہ وہ روزے رکھیں اور یہ روزے رکھنے کی کیفیت اوپر ذکر کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ دونوں اس بات پر بھی توجہ کریں کہ آیا اُن میں بقرعید میں کی جانے والے قربانی کی شرائط ایام قربانی میں پائی جا رہی ہیں یا نہیں؟ اگر پائی جا رہی ہیں تو اُن پر یہ قربانی کرنا بھی واجب ہے اگر چہ وہ اپنے اہل خانہ کے ذریعے یہ قربانی اپنی جانب سے کروالیں جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء ۱۸، ذوالحجة ۱۴۳۹ھ۔ ۲۹ أغسطس ۲۰۱۸م FU-40

مسافر ایّامِ نحر میں مقیم ہو جائے یا فقیر صاحبِ نصاب ہو جائے تو اُس پر قربانی کا وجوب

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کو مسافر ہو یا شرعی فقیر ہو پھر وہ بارہویں ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے قبل مقیم ہو جائے یا وہ شرعی فقیر نہ رہے بلکہ مالدار ہو جائے تو کیا اِن دونوں پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟ (السائل: محمد معین، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ ایسے شخص پر قربانی واجب ہوگی جبکہ دیگر شرائط پائی جائیں کیونکہ قربانی کے پورے وقت میں مقیم رہنا وجوبِ قربانی کے لیے شرط نہیں ہے۔

چنانچہ علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: و لا

تشترطُ الإقامَة فیُ جمیعِ الوقتِ حتی لو کان مسافراً فی أوّل الوقتِ ثمّ أقامَ فی آخرِہ تجب علیہِ۔(۱۳۰)

یعنی، تمام وقت میں مقیم ہونے کی شرط نہیں لگائی جائے گی یہاں تک کہ اگر کوئی اوّل وقت میں مسافر ہو پھر وہ اُس (ایّامِ نحر) کے آخر میں مقیم ہو جائے تو اُس پر قربانی واجب ہوگی (جبکہ دیگر شرائط پائی جائیں) جیسے کوئی حاجی منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مسافر تھا اور وہ قربانی کے وقت (یعنی بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب سے قبل) مقیم ہو گیا اس طرح کہ وہ قربانی کے وقت میں عزیزیہ یا مکہ مکرمہ آ گیا اور اُسے وہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن رہنا ہے تو وہ مقیم ہے اور قربانی کا وقت باقی ہونے کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

اسی طرح قربانی کے پورے وقت میں مالداری بھی شرط نہیں ہے۔

چنانچہ علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: و لا یشترطُ أن یکونَ غنیًا فی جمیعِ الوقتِ حتی لوُ کان فقیراً فی أوّل الوقتِ ثمّ أیسرَ فیُ آخرہ تجب علیہِ۔ (۱۳۱)

یعنی، اس بات کی شرط نہ لگائی جائے گی کہ وہ غنی (ایّامِ نحر کے) تمام وقت میں ہو یہاں تک کہ اگر کوئی اوّل وقت میں فقیر ہو پھر وہ اُس (ایّامِ نحر) کے آخر میں مالدار ہو جائے تو اُس پر قربانی واجب ہوگی (جبکہ دیگر شرائط پائی جائیں)۔

لہٰذا ایّامِ نحر میں مسافر مقیم ہو جائے یا شرعی فقیر مالدار ہو جائے تو اُس پر قربانی

(۱۳۰) الفتاوی الهندیة، کتاب الأضحیة، الباب الأوّل فی تفسیرها.....إلخ، ۲۹۲/۵،

(۱۳۱) الفتاوی الهندیة، کتاب الأضحیة، الباب الأوّل فی تفسیرها.....إلخ، ۲۹۲/۵،

واجب ہوجاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص مسافر سے مقیم ہوجانے کے بعد ایّامِ نحر کی آخری ساعت سے قبل پھر مسافر ہوجائے یا شرعی فقیر صاحبِ نصاب ہوجانے کے بعد ایّامِ نحر کی آخری ساعت سے قبل پھر فقیر ہوجائے۔ یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ یہ دونوں اپنی سابقہ حالت کی جانب لوٹ آئیں تو اِن پر قربانی کا وجوب ساقط ہوجائے گا۔

چنانچہ امام علاء الدین أبی بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: وَلو كان أهلاً فی أولِه ثمّ لم يبق أهلاً فی آخرِه بأن ارتدّ أو أعسَر أو سافر فی آخرِه، لا يجب عليه. (۱۳۲)

یعنی، اگر کوئی ایّامِ نحر کے ابتداء میں اہل ہو پھر وہ اِس کے آخر میں اہل نہ رہے بایں طور پر کہ وہ قربانی کے وقت کے آخر میں مرتد ہوجائے، یا تنگدست ہوجائے یا مسافر ہوجائے تو اُس پر واجب نہیں۔

علّامہ نظام الدین حنفی اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: وَلو كان أهلاً فی أولِه ثمّ لم يبق أهلاً فی آخرِه بأن ارتدّ أو أعسر أو سافرفی آخرِه لا تجب۔ (۱۳۳)

یعنی، اگر کوئی ایّامِ نحر کے ابتداء میں اہل ہو پھر وہ اِس کے آخر میں اہل نہ رہے بایں طور پر کہ وہ قربانی کے وقت کے آخر میں مرتد ہوجائے، یا تنگدست ہوجائے یا مسافر ہوجائے تو (اُس پر) قربانی واجب نہ ہوگی۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

یوم السبت، ۷ذو الحجة، ۱۴۳۹ھ-۱۸ أغسطس، ۲۰۱۸م FU-24

حلق و تقصیر

(۱۳۲) بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، كتاب التضحية، فصل فی كيفية الوجوب، ۲۸۸/۶

(۱۳۳) الفتاوی الهندية، كتاب الأضحية، الباب الأوّل فی تفسيرها.....إلخ، ۲۹۳/۵

محرمہ کا کسی عورت کی تقصیر کرنا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون کہ جو عمرہ کی سعی کر رہی تھی اور پانچ چکر پورے ہوئے تھے کہ اس حال میں اُسے ایک عورت (جس کا احرام کھلنا صرف تقصیر پر موقوف تھا) نے کہا کہ میری تقصیر کر دو تو اُس عورت نے اُس کے کہنے پر تقصیر کر ڈالی تو اب ایسی عورت پر کیا کچھ شرعاً لازم آئے گا کہ جس نے تقصیر کر ڈالی؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں ایسی عورت پر صدقہ کرنا لازم ہے اس کی وجہ یہ کہ اس نے محرمہ کی تقصیر اس حال میں کر دی کہ ابھی اِس کے اپنے احرام کا کھلنا صرف تقصیر پر موقوف نہیں۔

چنانچہ امام ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: وَإن حلق المحرم رَأس حَلَال تصدّق بشَیءٍ وَإن حلق رَأس محرم بأمره أو بغَير أمره فعلى المحلوق دم وعَلى الحالق صَدَقَة۔ (۱۳۴)

یعنی، اگر محرم نے غیر محرم کے سر کا حلق کیا تو وہ کچھ صدقہ کرے اور اگر محرم کے سر کو اُس کے حکم سے یا بغیر حکم کے حلق کیا تو محلوق (جس کا حلق کیا گیا ہے) پر دم لازم ہے اور حالق (حلق کرنے والے) پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

علامہ شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: أنَّ الْمُحْرِمَ إذَا حَلَقَ رَأْسَ حَلَالٍ تَصَدَّقَ بِشَیْءٍ، وَإِذَا حَلَقَ رَأْسَ مُحْرِمٍ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ۔ (۱۳۵)

(۱۳۴) كتاب الأصل المعروف بالمبسوط، كتاب المناسك، باب الحلق، ۳۶۱/۲

(۱۳۵) البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: وفی شارب حلال.....إلخ، ۲۰/۳

یعنی، بیشک محرم نے جب غیر محرم کے سر کا حلق کیا تو وہ کچھ صدقہ کرے اور جب محرم کا سر حلق کیا پس اُس پر (یعنی حلق کرنے والے پر) صدقہ کرنا لازم ہے۔

علّامہ نظام الدین حنفی اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا: وَإِن حَلَقَ رَأْسَ مُحْرِمٍ أَوْ حَلَالٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ سَوَاءٌ كَانَ بِأَمْرِهِ أَوْ بِغَيْرِ أَمْرِهِ طَائِعًا كَانَ الْمَحْلُوقُ رَأْسُهُ أَوْ مُكْرَهًا كَذَا فِي "غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ"۔(۱۳۶)

یعنی، اگر محرم یا غیر محرم کے سر کا حلق کیا اس حال میں کہ وہ (حلق کرنے والا) احرام والا ہو تو اُس (حالتِ احرام میں حلق کرنے والے پر) پر صدقہ کرنا لازم ہے برابر ہے کہ حلق اُس کے حکم سے کیا ہو یا بغیر حکم کے اُس (حلق کروانے والے نے خود) سر خوشی سے مونڈایا ہو یا مجبور ہو کر، اسی طرح ''ہدایہ'' کی شرح ''غایة السروجی'' میں ہے۔

ہاں اگر اس تقصیر کرنے والی عورت کا احرام کھلنا صرف تقصیر پر موقوف ہوتا تو اب اُ سے سوال میں ذکر کی گئی محرمہ کی تقصیر کرنا شرعاً جائز ہوتا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کی تقصیر کرنا جائز ہوتا۔ اور اگر اپنی اپنی خود تقصیر کرنا چاہتیں تو بھی کر سکتی تھیں۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وإذا حلق)أی المحرم(رأسه)أی رأس نفسه(أو رأس غيره)أی ولو كان محرماً(عند جواز التحلّل)أی الخروج من الإحرام بأداء أفعال النسك (لم يلزمه شیء)الأولی لم يلزمهما شیء وهذا حكم يعمّ كلّ محرم فی كلّ وقتٍ۔(۱۳۷)

(۱۳۶) (الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الثامن فی الجنايات.....إلخ، الفصل الثالث: فی حلق الشعر .....إلخ، ۲۴۳/۱)

(۱۳۷) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط ، باب مناسك منی ، فصل فی الحلق والتقصير، ص: ۳۲۴

یعنی، جب محرم نے مناسک کے افعال کی ادائیگی کے ساتھ احرام سے نکلتے وقت اپنے سر کو حلق کیا یا اپنے علاوہ کے سر کو اگرچہ وہ (حلق کرنے والا) محرم ہو تو پہلے والے (حالتِ احرام میں اپنے سر کو مونڈنے والے پر) کو کوئی شے لازم نہ ہوگی نہ ہی ان دونوں (حالق ومحلوق) کو، اور یہ حکم ہر وقت میں ہر محرم کو عام ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ٢٥ ذو الحجة ١٤٣٩ھ۔٥ سبتمبر ٢٠١٨م FU-47

حلق کروائے بغیر کپڑے پہن لینے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرہ کیا اور سر منڈادیا پھر عمرہ کے لئے چلا گیا اور احرام باندھا اور طواف کیا اور سعی کی اور سر نہیں منڈایا یہ سمجھ کر میں نے ابھی تو سر منڈایا ہے اور احرام اُتار کر کپڑے یعنی قمیص اور شلوار پہن لئے اور اور اُسے ابھی چھ گھنٹے گذرے ہیں اس صورت میں اُس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: ایک حاجی مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں اُس پر لازم ہے کہ فوراً حلق کروائے کیونکہ اگر سر پر بال نہ بھی ہو تب بھی احرام سے نکلنے کے لئے سر پر اُسترا پھرانا ضروری ہے۔

چنانچہ حاکم شہید ابو الفضل محمد بن محمد بن اُحمد مروزی حنفی متوفی ۳۳۴/۳۴۴ھ لکھتے ہیں: وَإِذَا جَاءَ يَوْمُ النَّحْرِ، وَلَيْسَ عَلَى رَأْسِهِ شَعْرٌ أَجْرَى الْمُوسَى عَلَى رَأْسِهِ تَشَبُّهًا بِمَنْ يَحْلِقُ۔(۱۳۸)

(۱۳۸) الكافی مع شرحه للسرخسی ، كتاب المناسك ، باب الحلق ، ۸۰/۴، مطبوعة: مكتبه رشيديه، كوئٹه

یعنی، جب یومِ نحر آ گیا اور اُس کے سر پر بال نہیں ہیں تو اپنے سر پر حلق کرنے والے کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے اُسترا پھیرے۔

اس کے تحت امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: لِأَنَّـهُ وُسْعُ مِثْلِهِ، وَالتَّكْلِيفُ بِحَسَبِ الْوُسْعِ أَلَا تَرَى أَنَّ الْأَخْرَسَ يُؤْمَرُ بِتَحْرِيكِ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَيَنْزِلُ ذَلِكَ مِنْهُ مَنْزِلَةَ قِرَاءَةِ النَّاطِقِ فَهَذَا مِثْلُه۔(۱۳۹)

یعنی، کیونکہ اُسی کی مثل وسعت ہے اور تکلیف وسعت کے مطابق ہوتی ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ گونگے کو نماز میں تکبیر اور قراءت کے وقت دونوں ہونٹوں کو حرکت دینے کا حکم دیا جاتا ہے تو اُسے ہونٹوں کو ہلانا اُس کی طرف سے قراءت کرنے والے کے مرتبے میں ہے پس یہ اس کی مثل ہے۔

اور اُس پر قمیص اور شلوار پہننے کی وجہ سے صرف ایک کفارہ لازم ہے کیونکہ قمیص اور شلوار ایک ہی جنس سے ہے۔

چنانچہ مُلّا علی بن سلطان قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: لأن الجنايات إذا اجتمعت من جنسٍ واحدٍ فتتعلّق بها كفارةٌ واحدةٌ كما لو لبس قميصاً وسراويل وقباء۔(۱۴۰)

یعنی، کیونکہ جنایات جب ایک جنس سے جمع ہو جائیں تو اُن سے ایک ہی کفارہ متعلق ہوتا ہے جیسا کہ اگر کوئی قمیص، شلوار اور قباء پہن لے۔

(۱۳۹) كتاب المبسوط للسّرخسي، كتاب المناسك، باب الحلق، ۶۴/۲

(۱۴۰) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب الجنايات وأنواعها، النوع الأول: في حكم اللبس، تحت قوله: وجمع اللباس كله في مجلس أو يوم، ص: ۴۳۴

اور یہ واضح رہے کہ ایسے شخص پر کفارہ میں صدقہ (گندم سے آدھا صاع) کی ادائیگی لازم ہوگی کیونکہ اُس نے اس حالت میں ابھی مکمل دن (صبحِ صادق تا غروبِ آفتاب) یا مکمل رات (بعدِ غروبِ آفتاب تا صبحِ صادق) کو نہیں گزارا بلکہ اُسے اس حالت میں ابھی صرف چھ گھنٹے گزرے ہیں ہاں اگر اسی حالت میں مکمل دن یا مکمل رات گزر جائے تو اب اُس پر بجائے صدقہ کے دم کی ادائیگی لازم ہوگی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: فإذا لبس مخيطاً يوماً كاملاً، أو ليلة كاملة فعليه دم، وفي أقلّ من يوم أو ليلة صدقة، وكذا لو لبس ساعة فصدقة، وفي أقلّ من ساعة قبضة من برّ۔(۱۴۱)

یعنی، پس جس نے مکمل دن یا مکمل رات سلا ہوا کپڑا پہنا تو اُس پر دم لازم ہوگا اور دن یا رات سے کم میں صدقہ لازم ہوگا، اور اسی طرح حکم ہے اگر ایک گھڑی بھر پہنا اور ایک گھڑی سے کم پہننے میں گندم سے ایک مٹھی دینا لازم ہوگا۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

يوم الجمعة ۲۷، ذوالحجة ۱۴۳۹ھ۔۷ سبتمبر ۲۰۱۸م FU-50

حلق کروائے بغیر دوسرا احرام باندھنے پر کیا لازم ہوگا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے مسجد عائشہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور آ کر طواف کیا اور صفا ومروہ کے مابین سعی کی اور حلق نہیں کروایا اور پھر مسجد عائشہ چلا گیا اور عمرے کا احرام باندھ لیا۔ پھر آ کر عمرہ ادا کیا، اس صورت میں اس پر کیا لازم آئے گا؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں ایک دم اور توبہ کرنا لازم

(۱۴۱) لباب المناسك و عباب المسالك، بابباب الجنايات، النوع الأول: في حكم اللبس، ص:۱۹۳

ہوگی۔دم اس لئے کہ اُس نے احرام عمرہ کا وقت آنے سے قبل عمرہ کا احرام باندھا ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ اور اُن کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماءِ ہند کی ایک جماعت نے نقل کیا کہ :ومن فرغ من عمرته إلا التقصير فأحرم بأخرى فعليه دم لإحرامه قبل الوقت لأنه جمع بين إحرامي العمرة وهذا مكروه فيلزمه الدم وهو دم جبرٍ و كفارةٍ۔(۱۴۲)

یعنی، جو شخص اپنے عمرے سے فارغ ہوا (یعنی طواف اور سعی سے فارغ ہوا) سوائے تقصیر کے (یعنی تقصیر یا حلق نہ کروایا) پھر اُس نے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا تو اس پر وقت سے قبل احرام باندھنے کی وجہ سے دم لازم ہے کیونکہ اُس نے عمرہ کے دو احرام کے درمیان جمع کیا ہے اور یہ مکروہ ہے پس اُسے دم لازم ہوگا اور یہ دم جبر و کفارہ ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو طاف وسعى لأولىٰ ولم يبق عليه إلا الحلق فأهلّ بأخرىٰ لزمته، ولا يرفضها وعليه دم الجمع۔(۱۴۳)

یعنی، اگر طواف کیا اور پہلے عمرے کی سعی کر لی اور اس پر سوائے حلق کے کچھ نہ رہا تو اُس نے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا تو اُسے لازم ہوگیا اور وہ اُسے نہیں چھوڑے گا اور اُس پر دو عمروں کو جمع کرنے کا دم لازم ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۲۲، ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ۔ ۲ سبتمبر ۲۰۱۸م FU-44

(۱۴۲) الهداية، كتاب الحج، باب اضافة الإحرام إلى الإحرام، ۱۔۲/۲۱۲

الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، باب الحادى عشر: فى إضافة الإحرام إلى الإحرام، ۲۵۴/۱

(۱۴۳) لباب المناسب، باب الجمع بين النسكين المتحدين إلخ، فصل فى الجمع بين العمرتَين، ص۱۸۷

حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمرہ کے بعد حلق کے لئے نائی نے کریم استعمال کی تو اس صورت میں کیا لازم آئیگا؟

(c/o مفتی عبدالرحمٰن، عزیزیہ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں صورتِ مسئولہ میں دیکھا جائے گا کہ اس کریم میں خوشبو تھی یا کراہت والی بوتھی یا نہ خوشبو تھی اور نہ ہی کراہت والی بو، اور اس کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خوشبو کسے کہتے ہیں تو خوشبو ایسی مہک کو کہتے ہیں کہ جو کراہت سے خالی ہونے کے ساتھ رغبت دلانے والی ہو اور عقل والے اُسے خوشبو میں شمار کرتے ہوں۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے ''سراج الوہاج'' کے حوالے سے لکھا: الطِّيب كلّ شيء له رائحة مستلذة ويعدّه العقلاء طيباً كذا فى "السراج الوهاج"۔(۱۴۴)

یعنی، خوشبو ہر وہ شے ہے جس کی مہک لذت دلانے والی ہو اور عقلاء اسے خوشبو شمار کرتے ہوں اسی طرح ''سراج الوہاج'' میں ہے۔

اس لئے کریم میں اگر کراہت والی بوتھی یا کچھ نہ تھا تو لگانے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ خوشبو کا استعمال نہیں پایا گیا ہاں اگر اِس میں خوشبو موجود تھی تو پھر یہ خوشبو دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو وہ آگ میں پکائی ہوئی ہوگی یا نہیں پہلی صورت میں اُس پر کچھ لازم نہ

(۱۴۴) الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب الثامن فى الجنايات، الفصل الاول: فيما يجب بالتطيب والتدهن، ۲۴۰/۱

ہوگا کیونکہ جب کسی شے کو آگ میں ڈال کر پکا لیا جائے تو اُس پر خوشبو کا حکم نہیں لگے گا اور دوسری صورت میں اگر خوشبو ملنے والی چیز سے زائد ہو تو غلبہ کا حکم ہوگا اگرچہ خوشبو ظاہر نہ ہو اور اگر خوشبو ملنے والی چیز سے زائد نہ ہو تو پھر غلبہ کا حکم نہ ہوگا اور یہ بات واضح رہے کہ غلبہ ہونے کی صورت میں دم لازم ہوگا ورنہ دم لازم نہ ہوگا بلکہ صدقہ کی ادائیگی واجب ہوگی۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اعلم أن خلط الطيب بغيره على وجوهٍ؛ لأنه إمّا أن يخلط بطعامٍ مطبوخٍ أو لا ففی الأول لا حكم للطّيب سواء كان غالباً أم مغلوباً، وفی الثانی الحكم للغلبة: إن غلب الطيب وجب الدم، وإن لم تظهر رائحته كما فی "الفتح"، وإلّا فلا شیء عليه غير أنه إذا وجدت معه الرائحة كره، وإن خلط بمشروب فالحكم فيه للطيب سواء غلب غيره أم لا غير أنه فی غلبة الطيب يجب الدم، وفی غلبة الغير تجب الصدقة إلا أن يشرب مراراً فيجب الدم۔(١٤٥)

یعنی، جان لو کہ بے شک خوشبو کا ملنا اُس کے غیر کے ساتھ چند وجوہات پر ہے کیونکہ یا تو اُسے پکے ہوئے کھانے کے ساتھ ملایا گیا ہوگا (یعنی اُسے کھانے میں ڈال کر پکایا گیا ہوگا) یا نہیں پس پہلی صورت میں خوشبو کا حکم نہیں ہے چاہے خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور دوسری صورت میں (یعنی اگر کھانے میں ڈال کر پکایا نہ گیا ہو) اگر خوشبو غالب ہو تو غلبہ کا حکم ہے اور (اس صورت میں) دم واجب ہوگا اگرچہ اُس کی خوشبو ظاہر نہ ہو جیسا کہ ''فتح القدیر'' میں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اُس پر کچھ لازم نہیں علاوہ اس کے کہ جب اُس

(١٤٥) رد المحتار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: ولو جعله، ٦٥٦/٣

کے ساتھ خوشبو پائی جائے تو مکروہ ہے اور اگر کسی نے پینے والی چیزوں میں خوشبو ملائی تو اس میں خوشبو کا حکم ہے چاہے اُس کا غیر غالب ہو یا نہیں سوائے اس کے کہ خوشبو کے غالب ہونے میں دم واجب ہوگا اور غلبہ نہ ہونے میں صدقہ واجب ہوگا مگر یہ کہ وہ بار بار پیئے (تین بار یا اس سے زائد) تو دم واجب ہوگا۔

بہرحال معتمر یا حاجی کو چاہیے کہ وہ نائی کو پہلے سے پوچھ لے، اگر کریم یا صابن میں خوشبو کی آمیزش ہو تو اُس پر لازم ہے کہ وہ نائی کو اس فعل سے باز رکھے بشرطیکہ اُس میں موجود خوشبو پر شرعی اعتبار سے خوشبو کا اطلاق ہوتا ہو، باقی نائی حضرات کو بھی اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں اُن کے ہاتھوں سے ایک ممنوع کام نہ ہو جائے۔ اور عام طور پر مکّہ مکرّمہ میں نائی حضرات جو صابن یا شیمپو یا کریم استعمال کرتے ہیں اُن میں خوشبو نہیں ہوتی۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الجمعة، ١٩ رمضان ١٤٤٠ھ۔ ٢٤ مئی ٢٠١٩م FU-86

عمرہ کی سعی سے قبل حلق کروانے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی نے طواف کے بعد حلق کروالیا اور بعد میں سعی کی تو کیا حکم ہے؟ اور اگر دم کی صورت بنتی ہے تو وہ غریب ہونے کی وجہ سے اسے ادا نہیں کرسکتا یہاں تک اُسے عمرہ بھی کسی نے کروایا ہے تو ایسے شخص کے لئے کیا حکمِ شرع ہوگا وضاحت فرمادیں؟ (السائل: حسن رضا)

باسمه تعالىٰ وتقدس الجواب: ۔صورتِ مسئولہ میں ایسے شخص کی سعی درست ہوگئی البتہ اس پر وقت سے قبل احرام کھولنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:لو طاف ثمّ حلق ثمّ سعی صحّ سعیه،وعلیه دم لتحلله قبل وقته۔(۱۴۶)

یعنی، اگر کسی نے طواف کرنے کے بعد حلق کیا پھر اس کے بعد سعی کی تو اُس کی سعی درست ہوگئی اور اُس پر وقت سے قبل احرام کھولنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔

اور دم لازم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ شخص واجب کی ادائیگی پر سبقت لے گیا ہے۔

چنانچہ ملّا علی قاری لکھتے ہیں:وسبقه علی أداء واجبه۔(۱۴۷)

یعنی، (دم لازم ہونا) واجب کی ادائیگی پر سبقت لے جانے کی وجہ سے بھی ہے۔

واضح رہے کہ یہ شخص واجب کی ادائیگی پر سبقت اس طرح لے گیا ہے کہ اُس نے سعی سے قبل حلق کرلیا ہے حالانکہ واجب یہ ہے کہ عمرہ کی سعی حالتِ احرام میں حلق یا تقصیر سے قبل ادا ہو۔

چنانچہ شمس الائمہ امام اَبو بکر محمد بن اَحمد بن اَبی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:وَالسَّعُیُ مِنْ أَعْمَالِ الْعُمْرَةِ فَعَلَیْهِ أَنْ یَأْتِیَ بِهِ قَبْلَ التَّحَلُّلِ بِالْحَلْقِ۔(۱۴۸)

یعنی، سعی کرنا عمرہ کے اعمال سے ہے تو عمرہ کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ حلق

(۱۴۶) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط،باب السعی بین الصفا والمروة،فصل فی شرائط صحة السعی، وهی سبعة،الثالث:تقدیم الإحرام علی السعی،تحت قوله:سعی العمرة فلا یشترط فیه وجوده،ص۲۴۸

(۱۴۷) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط،باب السعی بین الصفا والمروة،فصل فی شرائط صحة السعی، وهی سبعة،الثالث:تقدیم الإحرام علی السعی،تحت قوله:سعی العمرة فلا یشترط فیه وجوده،ص۲۴۸

(۱۴۸) کتاب المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك،باب السعی بین الصفا والمروة،۴۷/۲

کے ذریعے احرام سے باہر نکلنے سے قبل سعی کرے۔

اور مُلّا علی بن سلطان محمد قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:سعی العمرة لا یشترط وجوده بعد حلقه،بل یجب تحققه قبل حلقه۔(۱۴۹)

یعنی، حلق کے بعد عمرہ کی سعی کرنے میں احرام کا ہونا شرط نہیں بلکہ حلق (یا تقصیر) سے قبل احرام کا ہونا واجب ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کہ ایسے شخص پر دم اُسی صورت میں لازم ہوگا جبکہ اُس نے بلا عذر ایسا کیا ہو چاہے وہ غریب ہو اور یہ جرم بلا عذر ہی واقع ہوا ہے لہذا اسے جرمِ غیر اختیاری قرار نہیں دیا جائے گا اور جرم غیر اختیاری کے بارے میں صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: جہاں دَم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کی سخت ایذا کے باعث ہوگا تو اُسے جُرمِ غیر اختیاری کہتے ہیں۔(۱۵۰)

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس،۲۰ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ۔۲۶دسمبر۲۰۱۸م FU-69

احرام سے نکلتے وقت خود اپنی تقصیر کرنا کیسا؟

الإستفتاء: ۔کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ عورت عمرہ کی سعی کے بعد خود اپنی تقصیر کرسکتی ہے؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب :۔صورتِ مسئولہ میں ایسا کرنا جائز ہے اور جو ایسا کرے

(۱۴۹) المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط،باب الجنایات وأنواعها،فصل فی الجنایة فی السعی، تحت قوله:یعود بإحرام جدیدٍ،ص۵۰۴

(۱۵۰) بہارِ شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، مسئلہ ۱، ۱۱۶۲/۱

تو اُس پر کچھ لازم بھی نہیں۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:وإذا حلق رأسه... عند جواز التحلّل لمْ يلزمه شيءٌ۔(۱۵۰)

یعنی، جب محرم نے احرام سے باہر نکلتے وقت اپنے سر کو حلق کیا تو اُسے کچھ لازم نہ گا۔

اور مفتی وقار الدین قادری متوفی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳م لکھتے ہیں: حج اور عمرے میں جب حلق یا قصر کروانے کا وقت آجائے تو خود حاجی اپنا سر مونڈ سکتا ہے اسی طرح دو ''محرم'' بھی ارکان ادا کرنے کے بعد ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتے ہیں۔(۱۵۱)

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الخميس،۱۳ ربيع الاخر ۱٤٤٠ھ۔ ۲۰ دسمبر ۲۰۱۸م FU-67

عورت کے بال قابلِ تقصیر نہ ہوں تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت عمرہ کی سعی سے فارغ ہوجائے اور اُس کے بال تقصیر کے قابل نہ ہوں تو کیا وہ حلق کروائے گی یا پھر ایسی عورت سے دونوں چیزیں ساقط ہوجائیں گی؟

باسمه تعالىٰ وتقدس الجواب :۔صورت مسئولہ میں ایسی عورت سے دونوں چیزیں ساقط ہوجائیں گی کیونکہ دونوں چیزیں متعذر رہیں۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملاّ علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(ولو تعذر الحلق لعارض)أی لعلة فی رأسه.....(تعيّن

(۱۵۰) لباب المناسِك ، باب مناسك منى ، فصل فى الحلق والتقصير،ص ۱۵٤

(۱۵۱) وقار الفتاوی، کتاب المناسک، مسائل حج وعمرہ کا بیان ۲/۴۵۳

التقصير.أو التقصير)أى تعذّر لكون الشعر قصيراً (تعيّن الحلق.وإن تتعذّرا جميعاً لعلة فى رأسه)بأن يكون شعره قصيراً أو برأسه قروحٌ يضرّه الحلق(سقطا عنه،وحلّ بلا شيء)أى بلا وجوب دم عليه،لأنه تركَ الواجبَ بعذرٍ، كما صرح به فى"البحر الزاخر"(والأحسن أن يؤخر)أى هذا الشخص(الإحلال إلى آخر أيام النحر)أى إن كان يرجو زوالَ العذر(و إن لم يؤخّره فلا شيء عليه)لحلول وقته وتحقّق عذره وتوهّم زواله۔(۱۵۲)

یعنی، حلق کرنا کسی علّت کے سبب متعذر رہو تو تقصیر متعین ہوگی یا بالوں کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تقصیر متعذر رہو تو حلق متعین ہوگا اور اگر دونوں ہی اس کے سر میں کسی علت کے سبب متعذر رہو تو اس سے دونوں چیزیں ساقط ہوجائیں گی اور اگر بال کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تقصیر متعذّر رہو تو حلق کرنا متعیّن ہوگیا اور اگر دونوں مکمل طور پر اُس کے سر میں علّت کی وجہ ے متعذّر رہوں بایں طور کہ اُس کے بال چھوٹے ہوں یا اُس کے سر میں ایسا زخم ہو کہ اُسے حلق کرنا ضرر دے گا تو اس سے دونوں ساقط ہوجائیں گے اور وہ احرام سے بغیر کوئی شے واجب ہوئے باہر ہوگیا کیونکہ اُس نے واجب کو عذر کی وجہ سے ترک کیا ہے جیسا کہ اس کی ''بحر الزاخر'' میں صراحت ہے اور زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ حج کے احرام سے باہر نکلنا ایامِ نحر کے آخر تک مؤخر کرے یعنی اگر وہ عذر کے زائل ہونے کی امید رکھتا ہو اور اگر وہ اسے مؤخر نہ کرے تو اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ احرام سے باہر نکلنے کا وقت آگیا ہے اور اس کا عذر متحقق ہو چکا ہے اور اس کا زائل ہونا ایک وہم ہے۔

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

(۱۵۲) المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب مناسك منىٰ،فصل: فى الحلق والتقصير، ص ۳۲٤

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

يوم الأربعاء،١٧ جمادى الأولىٰ،١٤٤٠ھ-٢٣ جنوری٢٠١٩م FU-71

مرد وعورت کے حق میں حلق و تقصیر کی مقدار

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت کے لئے چونکہ حلق کے بجائے تقصیر ہے تو اس کی کیا مقدار ہے؟

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: تقصیر کی مقدار کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ سر کے کتنے حصّے میں حکمِ تقصیر ہے اور دوسری یہ کہ بالوں کو کتنا کاٹنا ضروری ہے کہ جس سے یہ واجب ادا ہوجائے تو اس بارے میں حکمِ شرع یہ ہے کہ چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر بال کو انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹے گا تو یہ واجب ادا ہوگا اور یہ مقدار صرف عورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مردوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ: والتقصير أن يأخذ الرجل أو المرأة من رء وس شعر ربع الرأس مقدار الأنملة۔(١٥٣)

یعنی، تقصیر یہ ہے کہ مرد یا عورت اپنے چوتھائی سر کے بالوں میں سے ایک پورے کی مقدار لے۔

اس عبارت میں چونکہ چوتھائی سر کے بالوں میں سے صرف انگلی کے ایک پورے کی مقدار لینے کا حکم مذکور ہے ''امام زیلعی'' کی اس سے مراد چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر ایک بال کو پورے کی مقدار لینا ہے۔

چنانچہ علاّمہ ابو الاخلاص شیخ حسن بن عمار بن علی وفائی شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ، علامہ ابنِ نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مُرَادُ الزَّيْلَعِيِّ أَنْ يَأْخُذَ

(١٥٣) تبيين الحقائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والحلق أحب، ٢/٣٠٨

مِنْ كُلِّ شَعْرَةٍ مِقْدَارَ الْأُنْمُلَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي "الْمُحِيطِ"۔ واللفظ للشرنبلالي(١٥٤)

یعنی، ''امام زیلعی'' کی مراد یہ ہے کہ چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر ایک بال سے پورے کی مقدار لی جائے جیسا کہ ''محیط'' میں صراحت ہے۔

لہٰذا چوتھائی سر سے کم کی تقصیر کرنا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ امام اَحمد بن یونس بن محمد حنفی متوفی ۹۴۷ھ لکھتے ہیں: قال الكرماني رحمه الله ثم الحلق أو التقصير لا يجوز عندنا أقلّ من رُبع الرأس كما في مسح الرأس۔ (١٥٥)

یعنی، امام کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حلق یا تقصیر چوتھائی سر سے کم جائز نہیں ہے جیسا کہ سر کے مسح میں ہے۔

اور مرد وعورت دونوں پر واجب ہے کہ وہ تقصیر کرتے وقت صرف ایک پورے کی مقدار پر ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ اس سے کچھ زائد لیں کیونکہ بالوں کے کنارے عادۃً برابر نہیں ہوتے۔

چنانچہ اِمام علاء الدین اَبی بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: لَكِنَّ أَصْحَابَنَا قَالُوا: يَجِبُ أَنْ يَزِيدَ فِي التَّقْصِيرِ عَلَى قَدْرِ الْأُنْمُلَةِ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَ هَذَا

(١٥٤) غنية ذوي الأحكام في بغية درر الحكام، كتاب الحج، تقصير الإحرام على المواقيت، تحت قوله: ثمّ قصر، الجز الأول، ص٢٢٩

البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ثمّ احلق أو قصر والحلق أحب، ٢/٦٠٦

(١٥٥) حاشية شيخ شلبي على التبيين، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والتقصير أن يأخذ الرجل أو المرأة إلخ، ٢/٣٠٨

الْقَدْرُ مِنْ أَطْرَافِ جَمِيعِ الشَّعْرِ، وَأَطْرَافُ جَمِيعِ الشَّعْرِ لَا يَتَسَاوَى طُولُهَا عَادَةً بَلْ تَتَفَاوَتُ فَلَوْ قَصَّرَ قَدْرَ الْأُنْمُلَةِ لَا يَصِيرُ مُسْتَوْفِيًا قَدْرَ الْأُنْمُلَةِ مِنْ جَمِيعِ الشَّعْرِ، بَلْ مِنْ بَعْضِهِ، فَوَجَبَ أَنْ يَزِيدَ عَلَيْهِ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ بِاسْتِيفَاءِ قَدْرِ الْوَاجِبِ فَيَخْرُجُ عَنْ الْعُهْدَةِ بِيَقِينٍ۔(١٥٦)

یعنی، ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ تقصیر میں پورے کی مقدار پر زیادتی کرنا واجب ہے کیونکہ تقصیر کی مقدار (چوتھائی سر کے) تمام بالوں کے اطراف سے واجب ہے ،اور تمام بالوں کے اطراف لمبائی میں عادۃً برابر نہیں ہوتے بلکہ متفاوت ہوتے ہیں پس اگر کسی نے پورے کی مقدار تقصیر کر لی تو وہ (چوتھائی کے) تمام بالوں سے پورے کی مقدار لینے والا نہ ہوگا بلکہ اُس کے بعض سے لینے والا ہوگا لہذا واجب ہے کہ تقصیر کرنے والا پورے کی مقدار پر اس قدر زیادتی کرے کہ واجب کی مقدار کا پورا ہونا یقینی ہو جائے پھر وہ یقین کے سبب سے بری ءالذمّہ ہو جائے گا۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اگر کسی نے صرف واجب کی مقدار پر اکتفاء کیا تو اس کا احرام کھولنا جائز ہو جائے گا مگر وہ سنّت کا تارک ہوگا کیونکہ تمام سر کا حلق کرنا یا اُس کی تقصیر کرنا سنّتِ مؤکدہ ہے اور اس حکم میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ مرد کے لیے تمام سر کا حلق کرنا اور عورت کے لئے تمام سر کی تقصیر کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین أبو المعالی محمود بن صدر الشریعہ بن مازہ بخاری متوفی ٦١٦ھ لکھتے ہیں: وأما المرأة فلا حلق عليها؛ لأن الحلق فی حقها نوع مثلة، ولكنها تقصر، تأخذ شيئاً من أطراف الشعر مقدار أنملة هكذا قال ابن عمر،

(١٥٦) بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی مقدار الواجب فی الحلق، ١٠١/٣

والأفضل أن تقصّر من كل شعر مقدار أنملة؛ لأن التقصير فی حقها قائم مقام الحلق فی حق الرجل، والأفضل فی حق الرجل حلق جميع الرأس، وكذا الأفضل فی حقّها الأخذ من كلّ شعر .وإن قصّرت بعض رأسها وتركت البعض أجزأها إذا كان ما قصّرت مقدار رُبع الرأس فصاعداً، وإن كان أقلّ من ذلك لا يجزأها اعتباراً للتقصير فی حقّها بالحلق فی حقّ الرجل۔(١٥٧)

یعنی، بہر حال عورت پر حلق نہیں ہے کیونکہ یہ اُس کے حق میں مُثلہ (یعنی خلقۃ اللہ کو تبدیل کرنا) کی ایک نوع ہے لیکن وہ بالوں کے اطراف سے پورے کی مقدار تقصیر کرے اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے، اور افضل یہ ہے کہ وہ تمام بالوں سے پورے کی مقدار تقصیر کرے اور اگر کسی عورت نے بعض سر کی تقصیر کی اور بعض کو ترک کر دیا تو جائز ہے بشرطیکہ چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کی تقصیر ہوگئی ہو۔ اور اگر اس سے کم ہو تو پورے کی مقدار جائز نہیں ہے عورت کے حق میں تقصیر کو مرد کے حق میں حلق پر قیاس کرنے کی وجہ سے۔

"محیط برھانی" کی عبارت میں ہے کہ "افضل یہ ہے کہ تمام بالوں کی تقصیر کرے" اس سے مراد ہے کہ سنّت ہے کہ تمام بالوں سے تقصیر کرے جیسا کہ ذیل میں اس کی تصریح آئے گی اس میں ہے کہ "اگر کسی عورت نے بعض سر کی تقصیر کی اور بعض کو ترک کر دیا تو اُسے جائز ہے الخ" اس سے مراد ہے کہ واجب ادا ہو گیا اور واجب چوتھائی سر کی تقصیر ہے جیسا کہ ابتداء میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

اور امام أبو البقاء محمد بن أحمد بن محمد بن ضیاء مکّی حنفی متوفی ٨٥٤ھ لکھتے ہیں: "وفـی

(١٥٧) المحيط البرهانی، كتاب المناسك، الفصل الرابع عشر فی الحلق والتقصير، ٤٧٢/٣

منسك الكرمانی" .....فإن حلق أو قصر أقل من النصف أجزاه عندنا وهو مسیء فی ذلك؛لأن السنة حلق جمیع الرأس،أو تقصیر جمیع الرأس،وقد ترك ذلك فیكون مسیئاً۔(۱۵۸)

یعنی،''منسک کرمانی''(۱۵۹) میں ہے کہ اگر کسی نے نصف سے کم حلق یا تقصیر کی تو اُسے ہمارے نزدیک جائز ہے لیکن وہ اس میں اساءت کرنے والا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام سر کا حلق کرنا یا اُس کی تقصیر کرنا سنّت (مؤکدہ) ہے اور اس نے چونکہ سنّتِ مؤکدہ کو ترک کیا ہے لہٰذا وہ اساءت کرنے والا ہے۔

اور امام اُحمد بن یونس بن محمد حنفی متوفی ۹۴۷ھ لکھتے ہیں: فإن حلق أو قصر أقل من النصف أجزأه، وهو مسیء فی ذلك؛ لأن السنة حلق جمیع الرأس أو تقصیر جمیع الرأس، وقد ترك ذلك فیكون مسیئاً۔(۱۶۰)

یعنی، اگر کسی نے نصف سے کم حلق یا تقصیر کی تو اُسے ہمارے نزدیک جائز ہے لیکن وہ اس میں برا کرنے والا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام سر کا حلق کرنا یا اُس کی تقصیر کرنا سنّت (مؤکدہ) ہے اور اس نے چونکہ سنّتِ مؤکدہ کو ترک کیا ہے لہٰذا وہ اساءت کرنے والا ہے۔

اور علاّمہ سیّد محمد ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: وأشار إلى أنه لو

(۱۵۸) البحر العمیق،مطلب:شرائط الوجوب،الباب الثالث من الأعمال المشروعة یوم النحر: الحلق،۱۷۹۴/۳

(۱۵۹) المسالك فی المناسك،القسم الثانی:فی بیان نسك الحج من فرائضه وسننه وآدابه وغیر ذلك،فصل فی الحلق أو التقصیر،۵۷۷/۱۔۵۷۸

(۱۶۰) حاشیة شیخ شلبی علی التبیین،کتاب الحج،باب الإحرام،تحت قوله:والتقصیر أن یأخذ الرجل أو المرأة إلخ،۳۰۸/۲

اقتصر علی حلق الربع جاز کما فی التقصیر لکن مع الکراهة لترکه السنّة،فإن السنة حلق جمیع الراس أو تقصیر جمیعه کما فی شرح اللباب والقهستانی۔(۱۶۱)

یعنی، ماتن نے اشارہ فرمایا ہے اس طرف کہ اگر کسی نے چوتھائی سر کی مقدار حلق کیا تو جائز ہے جیسا کہ تقصیر میں ہے لیکن سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ ہے، پس بے شک تمام سر کا حلق کرنا سنت ہے یا تمام سر کی تقصیر کرنا۔

اور آخر میں یہ بھی واضح رہے کہ تقصیر کرتے ہوئے انگلی کے ایک پورے کی مقدار اُسی وقت معتبر ہے جبکہ سر کے بال لٹکے ہوئے ہوں۔

چنانچہ امام اُبو البقاء محمد بن اُحمد بن محمد بن ضیاء مکّی حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں:

وأما التقصیر فالقدر الواجب فیه مقدار ربع الرأس إن کان غیر مسترسل.....وإن کان الشعر مسترسلاً فالقدر الواجب فیه مقدار الأنملة۔(۱۶۲)

یعنی، بہرحال تقصیر کی واجب مقدار چوتھائی سر ہے بشرطیکہ سر کے بال لٹکے ہوئے نہ ہوں اور اگر سر کے بال لٹکے ہوئے ہوں تو اس میں واجب مقدار ایک پورے کی مقدار ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة،۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ۔۲۴ مئی ۲۰۱۹م FU-87

(۱۶۱) رد المحتار علی الدّرّ المختار، کتاب الحج،مطلب:فی رمی الجمرة العقبة،تحت قول تنویر الأبصار:وحلقه أفضل،۶۱۲/۳

(۱۶۲) البحر العمیق،مطلب:شرائط الوجوب،الباب الثالث من الأعمال المشروعة یوم النحر: الحلق،۱۷۹۵/۳

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

﴿ماخذ ومراجع﴾

☆ القرآن الكريم

☆ إرشاد الساری إلی مناسك الملاّ علی القاری،للعلاّمة حسین بن محمد سعید حنفی(ت١٣٦٦ هـ)،مطبوعة:المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطّبعة الأولیٰ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م

☆ الفتاوی التاتارخانية ، للعلاّمة فرید الدین عالم بن العلاء الإندرپتی الدّهلوی الهندی حنفی(ت٧٨٦هـ)،مطبوعة:مكتبه فاروقيه ، كوئٹه

☆ الفتاوی الهندية، للعلاّمة نظام الدین الحنفی (ت١١٦١ هـ)،مطبوعة:دارالمعرفة بیروت،الطبعة الثالثة١٣٩٣هـ-١٩٧٣م

☆ الفتاوی الرضويّة، للإمام أحمد رضا بن نقی علی خان الحنفی (ت١٣٤٠ هـ)، مطبوعة:رضا فاؤنڈیشن، لاهور، ١٤١٧هـ-١٩٩٦م

☆ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط للقاری، للإمام نور الدین علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤ هـ)، محقّق محمد طلحه بلال أحمد منیار،مطبوعة:المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطّبعة الأولیٰ ١٤٣٠هـ-٢٠٠٩م

☆ العناية شرح الهداية، للعلاّمة أكمل الدّین محمد بن محمد بن محمود البابرتی الحنفی (ت٧٨٦ هـ)،مطبوعة:دارالكتب العلمية،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٨هـ-٢٠٠٧م

☆ المسالك فی المناسك،للإمام منصورمحمد بن مكرم بن شعبان كرمانی الحنفی(ت٥٩٧هـ)،مطبوعة:دار البشائر الإسلامية،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م

☆ الهداية شرح بداية المبتدی، للمرغینانی،برهان الدین أبی الحسن علی بن أبی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

بكر الحنفی (ت٥٩٣هـ)، دار الارقم، بیروت

☆ الكافی مع شرحه للسّرخسی،للحاكم الشهید للإمام أبی الفضل محمد بن محمد بن احمد المروزی الحنفی (ت٣٣٤/٣٤٤هـ)،مطبوعة:مكتبه رشيديه ، كوئٹه

☆ البحر العميق فی مناسك المعتمر و الحاجّ إلی بیت الله العتیق، لابن الضّیاء، محمد بن أحمد المكی الحنفی (ت٨٥٤هـ)، تحقیق عبداللّٰه نذیر أحمد عبد الرحمن مزی، مطبوعة:مؤسّسة الریان، بیروت،،الطبعة الثانية ١٤٣٢ هـ-٢٠١١م

☆ الإيثار لحلّ المختار،للعلاّمه فقيه شیخ محی الدّین محمد بن إلیاس جَوی زاده شهید حنفی (ت٩٥٤ه) ،مطبوعة:مكتبة الإرشاد،إستطنبول ،الطبعة الأولیٰ:١٤٣٧هـ-٢٠١٦م

☆ المستصفی فی شرح النافع ، للإمام أبی البركات حافظ الدین عبد الله بن احمد بن محمود نسفی حنفی (ت٧١٠ هـ)،مطبوعة:مكتبة الإرشاد،إستطنبول ، الطبعة الأولیٰ: ١٤٣٨هـ-٢٠١٧م

☆ البحر الرائق شرح كنز الدّقائق ، للعلاّمة الشیخ زین الدین بن إبراهیم بن محمد المعروف بابن نجیم المصری الحنفی (ت٩٧٠هـ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

☆ المحیط للسّرخسی، الإمام شمس الدین أبو بكر محمد بن أحمد بن أبی سهل الحنفی(ت٤٩٠هـ)،مخطوط مصوّر

☆ الأشباه والنظائرعلی مذهب أبی حنیفة النعمان، للعلاّمة الشیخ زین الدین بن إبراهیم بن محمد المعروف بابن نجیم المصری الحنفی (ت٩٧٠هـ)،مطبوعة: دار الكتب العلمية، بیروت،الطبعة الأولی١٤١٣هـ-١٩٩٣م

☆ الـمـحـيـط الـبـرهـانـى ،لـلإمـام بـرهان الدين أبى المعالى محمود بن صدر الشريعة ابن مازه البخارى (ت٦١٦ھ)،مطبوعة:إدارة القرآن،كراتشى

☆ لُبـاب الـمـنـاسك وعُبَـاب الـمسـالك ، للإمام رحمة اللّٰه بن عبداللّٰه بن ابراهيم العُمرى السِّندى الحنفى (ت٩٩٣ھ)،مطبوعة:دار قرطبة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢١ھ

☆ بـدائـع الـصـنـائـع فـى تـرتيـب الشـرائع، للإمام علاء الدّين أبى بكر بن مسعود الـكـاسانى الحنفى (ت٥٨٧ھ)،مـطبـوعة: دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

☆ بـداية السـالك فـى نهاية المسالك فى ضمن مجموع رسائل العلامة الملا على القارى،للإمام نور الدين على بن محمد سلطان الهروى الحنفى (ت١٠١٤ھ) مطبوعة:المكتبة المعروفية،لاهور،الطبعة الرابعة ١٤٤٠ھ-٢٠١٧م

☆ *بہارِشریعت،صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی (ت١٣٦٧ھ)،ناشر:مکتبۃ المدینہ،کراچی، طباعت١٤٣٥ھ-٢٠١٤م*

☆ تبيين الـحـقـائـق شـرح كنز الدّقائق،للإمام فخر الدين عثمان بن على الزيلعى الـحـنفى(ت٧٤٣ھ)،مـطبـوعة: دار الـكـتـب الـعـلمية، بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ-٢٠٠٠م

☆ حيـات الـقـلـوب فـى زيارة المحبوب،للسّندى المخدوم محمد هاشم بن عبد الـغـفـور الـحـارثى التتوى الحنفى (ت١١٧٤ھ)،إدارة الـمـعارف، كراتشى ١٣٩١ھ

☆ حـاشية الشيـخ الشـلبـى على تبيين الحقائق ، للإمام أحمد بن يونس بن محمد حـنـفى (ت٩٤٧ھ)،مـطبـوعة: دار الـكـتـب الـعـلـمية، بيـروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-٢٠٠٠م

☆ ردّ الـمـحـتـار على الدّرّ المختار لـلشّـامـى، مـحـمد أمين بن عمر ابن العابدين الـحنفى،تحقيق عبدالمجيد طعمه الحلبى (ت١٢٥٢ھ)مطبوعة:دار المعرفة ، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ-٢٠٠٠م

☆ سُـنَـن الـدار قـطـنـى،للإمام على بن عمر الدّار قطنىّ (ت٣٨٥ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤١٧ھ-١٩٩٦م

☆ سُنَن أبى داؤد، للإمام سليمان بن أشعث السّجستانى (ت٢٧٥ھ)، تعليق عبيد الـدّعـاس وعـادل السّيـد،مـطبـوعة:دارابـن حـزم، بيـروت، الـطبـعة الأولـى ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

☆ شـرح الـمختا ر،للعلاّمه عبد الغنى القاراباغى من علماء القرن التاسع ،مطبوعة: مكتبة الإرشاد،إستطنبول ،الطبعة الأولىٰ١٤٣٨ھ-٢٠١٧م

☆ صـحـيـح البـخـارى، لـلإمـام أبـى عبـد اللّٰه محمد بن إسماعيل ابن ابراهيم بن المغيرة بن بردزبة (ت٢٥٦ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٠ھ-١٩٩٩م

☆ غـنية ذوى الأحـكـام عـلـى الـدرر الـحـكـام،لـلعلاّمة أبى الإخلاص حسن بن عمّارشرنبلالى حنفى (ت١٠٦٩ھ)،مطبوعة:مير محمد كتب خانه،كراچى

☆ غـاية البيـان شـرح الهـداية ، لـلإمـام قـوام الدين امير كاتب بن امير عمر أتقانى حنفى (ت٧٥٨ھ)،مخطوط مصّور

☆ فتـاوى قـاضيـخـان (عـلـى هامش الهندية)، للأوزجندى، للإمام حسن بن مـنـصـور الـحـنـفى (ت٥٩٢ھ)،مطبوعة:دارالمعرفة ،بيروت،الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ-١٩٧٣م

☆ فتـح الـقـديـر شـرح الهـداية ،لإبـن الهـمام، كمال الدين محمد بن عبدالواحد الحنفى (ت٦٨١ھ)، مطبوعة: داراحياء التّراث العربى، بيروت

☆ كنزالإيمان،للإمام أحمد رضا الحنفی(ت١٣٤٠ھ)

☆ كتاب المبسوط للسّرخسی، للإمام شمس الدّين أبو بكر محمد السّرخسی (٤٩٠ھ)، مطبوعة:دارالفكر،بيروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

☆ كتاب الأصل المعروف بالمبسوط، للإمام أبی عبدالله محمدبن حسن الشيبانی(ت١٨٩ھ)،مطبوعة:عالم الكتب،بيروت،الطبعة الأولیٰ ١٤١٠ھ-١٩٩٠م

☆ كتاب التجنيس والمزيد ، للمرغينانی،برهان الدين أبی الحسن علی بن أبی بكر الحنفی (ت٥٩٣ھ)،مطبوعة:إدارة القران والعلوم الإسلامية،كراتشی،الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ-٢٠٠٤م

☆ كمال الدراية وجمع الرواية والدراية من شروح ملتقی الأبحر،للعلامة محمد بن ولی بن رسول ازميری حنفی (ت١١٦٥ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت، ١٤٣٨ھ-٢٠١٧م

☆ لب لباب المناسك فی ضمن مجموع رسائل العلامة الملّا علی القاری، للإمام نورالدين علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤ھ)، مطبوعة:المكتبة المعروفية،لاهور،الطبعة الرابعة١٤٤٠ھ-٢٠١٧م

☆ مراقی الفلاح ، للعلّامة أبی الإخلاص حسن بن عمّارشرنبلالی حنفی (ت١٠٦٩ھ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة الأولی ١٤١٥-١٩٩٥م

☆ مختصر القدوری، للإمام أحمد بن محمدقدوری الحنفی (ت٤٢٨ھ)، مطبوعة:مؤسسة الريّان،بيروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٦ھ-٢٠٠٥م

☆ ملتقی الأبحر،للعلّامة فقيه إبراهيم بن محمد بن إبراهيم حلبی حنفی (ت٩٥٦ھ)،مطبوعة:دارالبيروتی،دمشق،الطبعة الثانية١٤٢٦ھ-٢٠٠٥م

☆ مجمع الأنهر فی شرح ملتقی الأبحر،للإمام عبدالرحمن بن محمد بن سليمان الحنفی (ت١٠٧٨ھ،مطبوعة:دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ-١٩٩٨م

☆ مختارات النوازل، للإمام برهان الدين أبی الحسن علی بن أبی بكر الحنفی (ت٥٩٣ھ)،مطبوعة:مكتبةالإرشاد، إسطنبول،الطبعة الأولیٰ ١٤٣٥ھ-٢٠١٤م

☆ منحة الخالق علی البحر الرائق ،للعلّامة محمد أمين بن عمر ابن العابدين الحنفی(ت١٢٥٢ھ)،مطبوعة:دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولی ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

☆ كتاب الإختيارلتعليل المختار،للعلّامة عبد الله بن محمودالموصلی الحنفی (ت٦٨٣ھ)،مطبوعة:دار المعرفة ،بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣ھ-٢٠٠٢م

☆ نور الإيضاح، للعلّامة أبی الإخلاص حسن بن عمّارشرنبلالی حنفی (ت١٠٦٩ھ)، مطبوعة:مكتبة بركات المدينه

☆ **وقار الفتاوی ،مفتی وقار الدین قادری (ت۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳م)،ناشر:بزم وقار الدّین، کراچی،اشاعت چہارم:مئی،۲۰۰۸م**

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالإفتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالإفتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت